SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, July 14, 1986

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall, (Parliament House) Islamabad, at six of the clock in the evening, with Mr. Chairman (Mr. Ghulam Ishaq Khan) in the Chair.

RECITATION FROM THE HOLY QURAN

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۰

لَيۡسَ بِاَمَانِيِّكُمۡ وَلَاۤ اَمَانِيِّ اَهۡلِ الۡكِتٰبِ ؕ مَنۡ يَّعۡمَلۡ سُوۡۤءًا

يُّجۡزَ بِهٖ ۙ وَلَا يَجِدۡ لَهٗ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيۡرًا ۝ وَمَنۡ

يَّعۡمَلۡ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنۡ ذَكَرٍ اَوۡ اُنۡثٰى وَهُوَ مُؤۡمِنٌ فَاُولٰٓـئِكَ

يَدۡخُلُوۡنَ الۡجَـنَّةَ وَلَا يُظۡلَمُوۡنَ نَقِيۡرًا ۝

وَمَنۡ اَحۡسَنُ دِيۡنًا مِّمَّنۡ اَسۡلَمَ وَجۡهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحۡسِنٌ

وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبۡرٰهِيۡمَ حَنِيۡفًا ؕ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبۡرٰهِيۡمَ خَلِيۡلًا ۝

وَلِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الۡاَرۡضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ

شَىۡءٍ مُّحِيۡطًا ۝ (سورہ نساء آیات ۱۲۳ تا ۱۲۶)

ترجمہ: میں شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت

رحم والا ہے نجات نہ تمہاری آرزوں پر ہے اور نہ اہل

کتاب کی آرزوؤں پر جو شخص بُرے عمل کرے گا اسے اسی طرح کا بدلہ دیا جائے گا

اور وہ خدا کے سوا نہ کسی کو حمایتی پائیگا اور نہ مددگار اور جو نیک کام کریگا مرد ہو یا عورت اور وہ

صاحب ایمان بھی ہوگا تو ایسے لوگ بہشت میں داخل ہوں گے اور ان کی تل برابر بھی حق تلفی نہ کی

جائے گی۔ اور اس شخص سے کس کا دین اچھا ہو سکتا ہے جس نے حکم خدا کو قبول کیا

اور وہ نیکو کار بھی ہے اور ابراہیم کے دین کا پیرو ہے جو یکسو (مسلمان) تھے اور

خدا نے ابراہیم کو اپنا دوست بنایا تھا اور آسمان اور زمین میں جو کچھ ہے سب خدا ہی

کا ہے اور خدا ہر چیز پر احاطہ کئے ہوئے ہے۔

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, July 14, 1986

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall, (Parliament House) Islamabad, at six of the clock in the evening, with Mr. Chairman (Mr. Ghulam Ishaq Khan) in the Chair.

RECITATION FROM THE HOLY QURAN

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۰

لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ ؕ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا
يُّجْزَ بِهٖ ۙ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۰ وَمَنْ
يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ
يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ۰
وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ
وَّاتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ۰
وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ
شَيْءٍ مُّحِيْطًا ؕ

(سورہ نساء آیات ۱۲۳ تا ۱۲۶)

ترجمہ: میں شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت
رحم والا ہے۔ نجات نہ تمہاری آرزوں پر ہے اور نہ اہل
کتاب کی آرزوؤں پر جو شخص بُرے عمل کرے گا اسے اسی طرح کا بدلہ دیا جائے گا
اور وہ خدا کے سوا نہ کسی کو حمایتی پائیگا اور نہ مددگار اور جو نیک کام کریگا مرد ہو یا عورت اور وہ
صاحب ایمان بھی ہوگا تو ایسے لوگ بہشت میں داخل ہوں گے اور ان کی تل برابر بھی حق تلفی نہ کی
جائے گی۔ اور اس شخص سے کس کا دین اچھا ہو سکتا ہے جس نے حکم خدا کو قبول کیا
اور وہ نیکو کار بھی ہے اور ابراہیم کے دین کا پیرو ہے جو یکسو (مسلمان) تھے اور
خدا نے ابراہیم کو اپنا دوست بنایا تھا اور آسمان اور زمین میں جو کچھ ہے سب خدا ہی
کا ہے اور خدا ہر چیز پر احاطہ کئے ہوئے ہے۔

QUESTIONS AND ANSWERS

جناب چیئرمین : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - سوالات، جناب محمد محسن صدیقی صاحب -

INCLUSION OF REPRESENTATION IN THE COMMISSION OF ENQUIRY

131. ***Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui** (Put by Mr. Abdur Rahim Mir Dad Khel): Will the Minister Incharge of the Establishment Division be pleased to state:

(a) the reasons for not including elected representatives of the people in the commission appointed by the Government on the problems of Karachi; and

(b) whether the Government has any proposal to include the elected representatives of Karachi in the said commission to make it more representative and effective to deal with the complex problems of Karachi?

Sahabzada Yaqub Khan (Answered by Mr. Sartaj Aziz): (a) The commission of enquiry was constituted by the Prime Minister. The commission elicited the views of all concerned through a questionnaire and held extensive interviews with public representatives and prominent citizens.

(b) Does not arise as the commission has already completed the assisgnment and submitted its report.

جناب چیئرمین : کوئی ضمنی سوال ہو تو فرمائیے؟ اگلا سوال جناب عبدالرحیم میرداد خیل صاحب -

DEATHS OCCURRED DURING TRIBAL DISPUTES

132. ***Mr. Abdur Rahim Mir Dad Khel:** Will the Minister for States and Frontier Regions be pleased state the number of deaths occurred in FATA due to tribal disputes during the year 1984-85 and the steps taken to control such incidents?

Syed Qasim Shah (Answered by Mir Nawaz Khan Marwat): A total number of 73 deaths occurred in FATA due to tribal disputes

during the period 1984-85. Necessary steps were taken under the prevailing customs of FATA to control such incidents.

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : ضمنی سوال جناب، کیا وزیر محترم یہ بیان فرمائیں گے کہ کیا اسی طرح شہری علاقوں میں بھی رواج قائم کرنے کا حکومت کا ارادہ ہے؟

میر نواز خان مروت : سٹیلڈ ڈسٹرکٹس اور قبائلی علاقے میں جناب والا فرق ہے، سٹیلڈ ڈسٹرکٹس میں تعزیرات پاکستان اور دیگر قوانین لاگو ہیں، ٹرائبل ایریا کے خاص محل وقوع کے علاوہ حکومت پاکستان نے ان کو ایک خصوصی درجہ دیا ہوا ہے وہاں عام قوانین لاگو نہیں ہیں۔ رواج کے مطابق وہاں فیصلے ہوتے ہیں۔ چونکہ ان دونوں ایریاز میں بڑا فرق ہے۔ یہاں پر قانون کی حکمرانی ہے وہاں رواج زیادہ ہے۔ لہذا سردست ایسی کوئی چیز زیر تجویز نہیں ہے۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : کیا قبائلی علاقہ جات کے لوگ وی آئی پی ہیں کہ ان کے لیے الگ status ہے، بولی تو ایک جیسی ہے؟

میر نواز خان مروت : فرق status میں ہوتا ہے۔ آپ کو پتہ ہے کہ جس وقت پاکستان معرض وجود میں آیا تھا اس وقت یہ "علاقہ غیر" کہلاتا تھا اور وہاں کوئی قانون نافذ نہ تھا۔ پولیٹیکل ایجنٹس کے ذریعے وہاں کارروائی ہوتی تھی اور سٹیلڈ ڈسٹرکٹس میں جہاں آپ لوگ رہتے ہیں وہاں اس وقت بھی یہی قانون لاگو تھا۔ تو یہ رواج کی بات نہیں ہے، خصوصیت کی بات نہیں ہے کہ وہ وی آئی پیز ہیں انہوں نے اس وقت اپنی آزادی کا تحفظ کیا تھا اور بابائے قوم قائد اعظم نے ان کے ساتھ وہی سلوک روا رکھتے ہوئے انہیں وہی مراعات دی تھیں اور پاکستان کی افواج بھی وہاں سے ہٹائی گئی تھیں، حکومت پاکستان اپنے عہد پر قائم ہے۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : کیا وزیر محترم بیان فرمائیں گے کہ پاکستان کا ہر خطہ ایک جیسا ہے ان میں کیا مساوات نہیں ہونی چاہیئے کہ وہ ایک جیسے ہوں تو اس طرح شرعی نقطہ نگاہ سے اور قانونی نقطہ نگاہ سے پاکستان کے تمام شہری یکساں حقوق رکھتے ہیں تو کیا حکومت کا مستقبل قریب میں اس مقصد کے لئے اقدامات کرنے کا ارادہ ہے؟

میر نواز خان مروت : جناب والا! میں نے جواب دے دیا ہے۔ گزارش یہ ہے کہ دونوں علاقوں کے status میں قانونی طور پر فرق ہے اگر آپ اپنے آئین کا مطالعہ فرمائیں تو اس میں بھی آپ کو نمایاں طور پر فرق ملے گا۔ لہذا میں نے عرض کیا کہ فی الحال ایسی کوئی چیز زیر غور نہیں ہے

[Mir Nawaz Khan Marwat]

اس لیئے کہ اس وقت اس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ ہم یہاں ان کو چھوڑ کر پھر رواج میں ۲۰۰ سال پیچھے چلے جائیں۔

جناب چیئرمین : شکریہ ، اگلا سوال۔

PROJECTION OF TEACHINGS OF ISLAM THROUGH MEDIA OF PRESS

133. ***Mr. Abdur Rahim Mir Dad Khel:** Will the Minister for Information and Broadcasting be pleased to state the steps taken to promote and propagate the Islamic traditions and values through the magazines and the newspapers in the country; if so, the results achieved, so far?

Ch. Shujaat Hussain: Press information department of the Ministry of Information and Broadcasting maintains regular contact and liaison with the press with a view to projecting teachings of Islam. On occasions like *Ramazan, Eid-ul-fitr,* 12 *Rabi-ul-Awal,* etc., newspapers highlight the significance of the occasions and also publish special articles. By and large, newspapers and periodicals are giving due space to the material relating to Islam.

It may be clarified that press advice system has been discontinued and there is complete freedom of the press.

The present Government under the leadership of the Prime Minister stands committed to introduce Islamic values in every walk of life and in my formal and informal meetings with the representatives of the newspapers. I have always highlighted the desirability of this aspect and would continue to do so.

جناب چیئرمین : شکریہ ! ضمنی سوال ؟

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : کیا وزیر محترم یہ بیان فرمائیں گے جیسا کہ انہوں نے جواب میں یہ فرمایا ہے کہ رمضان المبارک، عیدالفطر اور ۱۲ ربیع الاول سال میں تین مواقع ہیں جب اسلامی نظام پر روشنی ڈالتے ہیں تو کیا اخبارات کے وہ فلمی اشتہارات جو ہر ہفتے شائع ہوتے ہیں وہ تو مہینے میں چار مرتبہ ایسے فحش اشتہارات چھاپتے ہیں ان کے لیے کیا اقدامات کئے ہیں ؟

چودہری شجاعت حسین : جناب والا ! ہمیشہ کوشش کی جاتی ہے کہ اس طرح کے اشتہارات

نہ آئیں۔ بہرحال ہم پوری کوشش کر رہے ہیں کہ جو پہلے ہوا کرتا تھا وہ اب نہ ہو۔ پالیسی ہم نے کافی حد تک چینج کر دی ہے۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: اس کے لیے کیا آرڈرز آپ نے ایشو کئے ہیں یا کوئی ایسے اقدامات کئے ہیں، اگر کئے ہیں تو وہ کس تاریخ سے کئے ہیں، اور اگر مستقبل قریب میں کرنے ہیں تو اس کا کیا ردّ عمل ہو گا؟

جناب چیئرمین: جناب چودھری صاحب، سوال لمبا ہو گیا۔

چودھری شجاعت حسین: کافی حد تک جناب اس کا اچھا اثر پڑ رہا ہے اور جو ہم نے نئی پالیسی مرتب کی ہے اس سے اچھے اثرات نظر آ رہے ہیں اور اب ٹیلیویژن پر فحش قسم کے اشتہارات نہیں دکھائے جاتے۔

جناب حسن اے شیخ: جو سینما کے اشتہارات جسارت میں آتے ہیں کیا کبھی ان کو دیکھا ہے؟

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: کیا جسارت اس پاکستان میں واحد اخبار ہے؟

جناب چیئرمین: یہ سوال آپ کس سے پوچھ رہے ہیں؟

جناب حسن اے شیخ: منسٹر صاحب سے پوچھا ہے۔

چودھری شجاعت حسین: میں نے سمجھا شاید میرداد خیل صاحب سے پوچھا ہے۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: اگر آپ کہیں تو میں آپ کی جگہ جواب دے دوں؟

جناب چیئرمین: میرے خیال میں ایسے سوال نہیں ہو سکتے۔ رولڈ آؤٹ آف آرڈر۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: تو کیا کوئی ایسا بھی اخبار ہے کہ وہ فلمی اشتہارات اور فحش تصویریں نہ چھاپے۔ کیا کوئی ایسا خوش قسمت اخبار بھی ہے؟

چودھری شجاعت حسین: پریس ٹرسٹ کے اخبارات ہیں۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: کونسے ہیں؟

جناب چیئرمین: کونسے اخبار ہیں جس میں وہ اشتہار نہیں چھاپتے۔

چودھری شجاعت حسین: پاکستان ٹائمز، مشرق اور امروز۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: نہیں ایسا اخبار بتائیں جس میں آج تک فلمی اشتہار نہ چھپا ہو؟

جناب چیئرمین: آج تک تو پھر بڑا لمبا ہوا۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: نہ چھپ رہا ہے نہ اس میں ہے۔ کیا ایسا خوش قسمت اخبار کوئی ہے؟

جناب چیئرمین : جس میں آج کل نہیں چھاپتے ، وہ جواب اگر آپ کے پاس ہے تو دیں۔

چودھری شجاعت حسین : نہیں ایسا تو کوئی اخبار نہیں ہے۔

جناب چیئرمین : بھئی جسارت اخبار ہے آپ کو معلوم نہیں ہے۔ میں جواب دیتا ہوں جسارت پاکستان کا واحد اخبار ہے۔

چودھری شجاعت حسین : اچھا شکریہ۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : یہ تو علم میں اضافہ کر دیا گیا۔

جناب چیئرمین : شکریہ، اسی لیے میں نے جواب دیا کہ آپ کے علم میں ذرا اضافہ کر دوں۔ تو یہ مواقع جن کا انفارمیشن والے ذکر کرتے ہیں، صرف تین نہیں وہاں پر ایک لفظ انگریزی میں etc. use ہوا ہے۔ اور اردو میں لکھا ہوا ہے۔ عید الفطر، ربیع الاول اور رمضان المبارک جیسے موقعوں پر یعنی کئی اور بھی ہیں یہ صرف مشتے از خروارے ہے آگے چلیں۔ اگلا سوال۔

FEDERAL SERVICE TRIBUNAL

134. ***Mr. Abdur Rahim Mir Dad Khel:** Will the Minister Incharge of the Establishment Division be pleased to state the number of appeals pending decision by the federal services tribunal for the last three years, separately, indicating the reasons for delay in each case?

Sahabzada Yaqub Khan (Answered by Mr. Sartaj Aziz): 129 appeals are pending. Reasons for delay in each case are annexed.

Annex

LIST OF CASES PENDING FOR THE LAST THREE YEARS

S. No.	Appeal No.	Appellant	Respondent	Reasons for pendency
1	2	3	4	5
1.	35(P)/79	Adam Khan . .	. . M/O Defence . .	. . Adjourned *sine die* pending decision by the Supreme Court on specific question involved.
2.	171(P)/80	Mohammad Bashir	. . A.G.P.R. . .	. . -do-
3.	337(K)/74	Salahuddin Ahmed . .	. . M/O Communications	. . -do-
4.	3(K)/83	Bashir A. Mamon . .	. . Works Division . .	. . Pending on the request of the appellant.
5.	32(K)/83	Younus Saeed . .	. . National Book Foundation.	Pending on the question of jurisdiction.
6.	133(K)/83	Mahbood Khan . .	. . A.D.B.R. . .	. . -do-
7.	136(K)/83	Mohammad Ashraf	. . K.P.T. . .	. . -do-
8.	9(L)/78	Daryab Yousuf . .	. . WAPDA . .	. . Remanded by the Supreme Court in December, 1985.
9.	86(L)/80	Iqbal Hussain . .	. . M/O Railway . .	. . As at S. No. 1
10.	165(L)/80	Ghulam Mustafa . .	. . Establishment Division	. . As at S. No. 1

1	2	3	4	5
11.	29(L)/81	Shahida Robina	M/O Defence	As at S. No. 1
12.	32(L)/81	Taj Mohammad	M/O Railways	As at S. No. 1
13.	503(L)/82	Riaz Chaudhary	T & T	Pending at the request of the appellant on account of serious illness.
14.	707(L)/82	Rana Munir Ahmad	Import-Export	As at S. No. 1
15.	709(L)/82	Ghulam Ahmad	M/O Defence	Pending on the request of the appellant.
16.	637(L)/82	Ghulam Hassan	W.A.P.D.A	As at S. No. 1
17.	2(L)/83	Israr Hussain	M/O Railway	Due to heavy pendency, the case has not reached its turn.
18.	23(L)/83	Ghulam Mohammad	A.G.P.R.	-do-
19.	19(L)/83	Mustafa	WAPDA	Since the question of jurisdiction of the Tribunal to adjudicate over the action taken by the WAPDA under section 17(IA) of the WAPDA Act was subjudice before the Supreme Court, all the cases of WAPDA employees were adjourned *sine die* with consent of the parties. The question has now been decided (December, 1985) by the Supreme Court and cases of WAPDA employees are being taken up on their turn.
20.	24(L)/83	Anwar Ali	WAPDA	
21.	25(L)/83	Karamat Khan	WAPDA	
22.	26(L)/83	Anwar	WAPDA	
23.	28(L)/83	Sirajul Haq	WAPDA	-do-
24.	29(L)/83	Mohammad Ashiq	WAPDA	-do-
25.	30(L)/83	Mohammad Mansha	WAPDA	-do-

1	2	3	4	5
26.	31(L)/83	Mohammad Yousuf	WAPDA	-do-
27.	32(L)/83	Mohammad Tarrar	WAPDA	-do-
28.	33(L)/83	Mohammad Afzal	WAPDA	-do-
29.	35(L)/83	Mohammad Iqbal	WAPDA	-do-
30.	36(L)/83	Nazir Ahmad	WAPDA	-do-
31.	37(L)/83	Khalid Saleem	WAPDA	-do-
32.	39(L)/83	Sher Mohammad	WAPDA	-do-
33.	40(L)/83	Jabbar	WAPDA	-do-
34.	41(L)/83	Syed Rasool	WAPDA	-do-
35.	42(L)/83	Abdul Qadoos	M/O Finance	As at S. No. 17
36.	44(L)/83	Wazir Ahmad	WAPDA	As at S. No. 19
37.	45(L)/83	Abdul Ghani	WAPDA	-do-
38.	47(L)/83	Qamar Zaman	WAPDA	-do-
39.	48(L)/83	Abdus Sattar	WAPDA	-do-
40.	50(L)/83	Ahmad Hussain Shah	WAPDA	-do-

1	2	3	4	5
41.	52(L)/83	Mohammad Iqbal Butt ..	WAPDA	As at S. No. 19
42.	55(L)/83	Mohammad Dilbar Hussain ..	WAPDA	-do-
43.	64(L)/83	Inayatullah	WAPDA	-do-
44.	67(L)/83	Mohammad Shah	WAPDA	-do-
45.	68(L)/83	Iqbal	Education	As at S. No. 17
46.	70(L)/83	Aslam Bhatti	WAPDA	As at S. No. 19
47.	72(L)/83	Bashir Ahmad	WAPDA	-do-
48.	76(L)/83	Akhtar Rasool	WAPDA	-do-
49.	78(L)/83	Mukhtar Ali	WAPDA	-do-
50.	82(L)/83	Mohammad Rahi	WAPDA	-do-
51.	85(L)/83	Zakaullah	WAPDA	-do-
52.	87(L)/83	Mohammad Akbar	WAPDA	-do-
53.	88(L)/83	Riaz Mir	WAPDA	-do-
54.	90(L)/83	Abdul Hamid	WAPDA	-do-
55.	94(L)/83	Munir Ahmad	WAPDA	-do-

1	2	3	4	5
56.	95(L)/83	Sher Ali	WAPDA	As at S. No. 19
57.	96(L)/83	Mohammad Ali	WAPDA	-do-
58.	97(L)/83	Mohammad Boota	WAPDA	-do-
59.	101(L)/83	Mohammad Ali	WAPDA	-do-
60.	102(L)/83	Abdul Ghani Rahi	WAPDA	-do-
61.	111(L)/83	Sher Mohammad	WAPDA	-do-
62.	113(L)/83	Mukhtar Ahmad	WAPDA	-do-
63.	114(L)/83	Mohammad Akbar	WAPDA	-do-
64.	115(L)/83	Mohammad Akram	M/O Railway	As at S. No. 17
65.	116(L)/83	Mohabat Ali Shah	WAPDA	As at S. No. 19
66.	117(L)/83	Mohammad Younus	WAPDA	-do-
67.	118(L)/83	Khalid Ahmad	WAPDA	-do-
68.	119(L)/83	Mohammad Rafiq	WAPDA	-do-
69.	122(L)/83	Mohammad Ashiq	WAPDA	-do-
70.	125(L)/83	Mohammad Aslam	WAPDA	-do-

1	2	3	4	5
71.	126(L)/83	Mohammad Arif	WAPDA	As at S. No. 19
72.	127(L)/83	Mohammad Shan	WAPDA	-do-
73.	128(L)/83	Zafar Iqbal	WAPDA	-do-
74.	129(L)/83	Mohammad Hassan	WAPDA	-do-
74A.	131(L)/83	Mohammad Hassan	WAPDA	-do-
75.	133(L)/83	Mohammad Ayub	WAPDA	-do-
76.	135(L)/83	Ahmad Ali	WAPDA	-do-
77.	136(L)/83	Akhtar Hussain	WAPDA	-do-
78.	143(L)/83	Mohammad Yousuf	A.G.P.R.	As at S. No. 17
79.	144(L)/83	Abdul Sattar	WAPDA	As at S. No. 19
80.	145(L)/83	Shakoor Ahmad	WAPDA	-do-
81.	146(L)/83	Anwar Qasim	WAPDA	-do-
82.	150(L)/83	Mohammad Naseem	WAPDA	-do-
83.	151(L)/83	Khadim Hussain	WAPDA	-do-
84.	152(L)/83	Abdul Majid	WAPDA	-do-
85.	153(L)/83	Manzoor Ahmad	WAPDA	-do-

1	2	3	4	5
86.	156(L)/83	Abdul Khaliq ..	.. WAPDA	As at S. No. 19
	157(L)/83	Mohammad Ashiq ..	.. WAPDA	-do-
88.	158(L)/83	Mohammad Riaz ..	.. WAPDA	-do-
89.	160(L)/83	Jameel Akhtar ..	.. WAPDA	-do-
90.	161(L)/83	Munawar Hussain ..	.. WAPDA	-do-
91.	162(L)/83	Mohammad Afzal ..	.. WAPDA	-do-
92.	164(L)/83	Safdar Baig ..	.. WAPDA	-do-
93.	165(L)/83	Aijaz Ahmad ..	.. WAPDA	-do-
94.	166(L)/83	Mohammad Ayoob	.. WAPDA	-do-
95.	167(L)/83	Mohammad Akram	.. WAPDA	-do-
96.	168(L)/83	Akbar Younus ..	.. WAPDA	-do-
97.	169(L)/83	Farooq Anjam ..	.. WAPDA	-do-
98.	170(L)/83	Samiullah ..	.. WAPDA	-do-
99.	173(L)/83	Mohammad Riaz ..	.. WAPDA	-do-
100.	174(L)/83	Mohammad Aslam ..	.. WAPDA	-do-
101.	175(L)/83	S. A. Zubair ..	.. M/O Finance	As at S. No. 17

1	2	3	4	5
102.	177(L)/83	Abdur Rashid	WAPDA	As at S. No. 19
103.	178(L)/83	Bashir Ahmad	WAPDA	-do-
104.	179(L)/83	Khalid Siddiq	WAPDA	-do-
105.	180(L)/83	Mohammad Sharif	M/O Finance	-do-
106.	181(L)/83	Mohammad Yaqoob	WAPDA	As at S. No. 17
107.	182(L)/83	Abdul Ghafoor	WAPDA	As at S. No. 19
108.	185(L)/83	Shamsuddin	WAPDA	-do-
109.	186(L)/83	Pervaiz Iqbal	P.M.G.	As at S. No. 17
110.	187(L)/83	Safdar Hussain	WAPDA	As at S. No. 19
111.	189(L)/83	Tajamul Hussain	WAPDA	-do-
112.	190(L)/83	Mohammad Ismail	WAPDA	-do-
113.	192(L)/83	Mohammad Umar	WAPDA	-do-
114.	193(L)/83	Khurshid Ahmad	WAPDA	-do-
115.	195(L)/83	Abdul Aziz	WAPDA	-do-
116.	197(L)/83	Mohammad Bashir	WAPDA	-do-
117.	198(L)/83	R. A. Khan	WAPDA	-do-

1	2	3	4	5
118.	201(L)/83	Muzafar Hussain ..	.. WAPDA ..	.. -do-
119.	204(L)/83	Riaz Ahmad ..	.. WAPDA ..	.. -do-
120.	208(L)/83	Fazal Elahi ..	.. WAPDA ..	.. -do-
121.	209(L)/83	Wasim Ahmad ..	.. WAPDA ..	.. -do-
122.	210(L)/83	Allah Yar ..	.. WAPDA ..	.. -do-
123.	211(L)/83	Arshad Khan ..	.. WAPDA ..	.. -do-
124.	213(L)/83	Abdul Khaliq ..	.. WAPDA ..	.. -do-
125.	214(L)/83	Habibur Rahman ..	.. M/O Railways ..	.. As at S. No. 17
126.	215(L)/83	M. Sabir	.. WAPDA ..	.. As at S. No. 19
127.	216(L)/83	Iqbal Hussain ..	.. WAPDA ..	.. -do-
128.	217(L)/83	Riffat Majid ..	.. WAPDA ..	.. -do-
129.	220(L)/83	A. Wahid Butt ..	.. WAPDA ..	.. -do-

NOTE: This list does not include a few cases in which arguments have been heard but the judgements have not been announced for certain reasons such as collection of records etc.

جناب چیئرمین : جواب بہت لمبا ہے ۔ اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے ۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : جواب کوئی نہیں ہے ۔

جناب چیئرمین : یہ جو ساتھ اینکسچر ہے ۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : اردو میں نہیں ہے ۔

جناب چیئرمین : اچھا اردو کا میں نے نہیں دیکھا، میرے پاس انگریزی میں جو جواب ہے اس میں تو ہے ۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : یہاں تو اردو میں ڈیڑھ لائن ہے ۔

جناب چیئرمین : اچھا، ایک چونکہ عام روایت یہ بن گئی ہے کہ اس طرح کے اینکسچر جو ہوتے ہیں وہ اردو میں نہیں لگاتے، وہ انگریزی ہی میں چھپ جاتے ہیں ۔ اگر انگریزی کی کاپی ہے تو اس کو دیکھ لیجئے ۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : انگریزی تو ہے لیکن میں اس کو پھر کیسے .... (مداخلت)

جناب چیئرمین : آپ اس کو دیکھ لیں اگر سوال ہے تو پوچھ لیں ۔

پروفیسر خورشید احمد : ضمنی سوال، کیا وزیر محترم اس پر روشنی ڈالیں گے ویسے تو پچھلے تین سال کے فگرز دیے گئے ہیں، لیکن اگر اپیل نمبر دیکھے جائیں تو اس سے معلوم ہوتا ہے ۱۹۷۴ اور ۱۹۷۹ سے کچھ اپیلز جو ہیں وہ پینڈنگ ہیں اور ان میں سے ایسی بھی ہیں جو صرف اس بنا پر کہ specific question of jurisdiction was not decided کیا کوئی specification ہوسکتی ہے کہ تین سال یا پانچ سال، سات سال اور بارہ سال تک محض subjudice بنیاد کے اوپر اور اس بنیاد پر کہ jurisdiction طے نہیں ہوسکی ہے

جناب سرتاج عزیز : پہلے تو میں یہ عرض کروں کہ اس ٹریبونل میں تقریباً ۶/۴۵ کیسز ہر مہینے آتے ہیں ۔ سال میں ٹوٹل تعداد کیسز کی ۵۰۰ ہے اور ۱۲۹ پینڈنگ کیسز ہیں جو مجموعی تعداد ہے اس کے مقابلے میں ان کا تناسب اتنا زیادہ نہیں ہے ۔ دوسرا ۱۲۹ میں سے ۱۱۷ اپیلیں جو ہیں وہ لاہور میں ہیں کیونکہ واپڈا کے ایمپلائز کے کیسز کی ۴۳۰ اپیلیں تھیں، وہ بہت عرصہ تک پینڈنگ رہیں یہ فیصلہ کرنے کے لئے کہ ---------- (مداخلت)

جناب چیئرمین : سوال یہ تھا کہ اتنا عرصہ پینڈنگ کیوں رہیں ۔ یعنی subjudice constitutional jurisdiction کا فیصلہ کیوں نہیں ہو رہا تھا ؟

جناب سرتاج عزیز : وہ سپریم کورٹ نے فیصلہ کرنا ہے کہ ان کی jurisdiction میں آتی ہیں یا نہیں ۔ جب تک وہ فیصلہ نہیں ہو سکتا، وہ اپیلیں اسی لیے adjourned ہیں ۔

جناب چیئرمین : اور کوئی ضمنی سوال ، کوئی نہیں ، اگلا سوال ۔

RADIO PRODUCERS

135. ***Maulana Kausar Niazi:** Will the Minister for Information and Broadcasting be pleased to state:

(a) whether it is a fact that Radio Engineers have been declared as professional last year, but the Radio Producers are still regarded as non-professional;

(b) whether it is also a fact that Radio Producers are neither given adequate house-rent allowance nor the facility of rented house;

(c) whether it is further a fact that the said employees are not paid the amount of monthly bills for electricity and sui gas like other employees of the Radio Pakistan; and

(d) if so, how long will this discrimination against the Radio Producers coutinue?

Ch. Shujaat Hussain: (a) Under the scheme of basic pay scales of 1983 issued *vide* Finance Division O.M. No. F. 1(1)-Imp/83, dated 18-8-83, the Federal Government declared Doctors, Engineers, Educationists, Meteorologists, Experts of Agriculture, Economists, Management Accountants, Scientists, Archaeologists, Geologists, Animal Husbandry and forestry as professionals. As such Engineers in PBC too stand declared as professionals. Producers of PBC are not included in the limited categories of employees declared as professionals by the Government of Pakistan. This part of the question has already been replied to *vide* Senate question No. 176.

(b) It is incorrect that Radio Producers are not given adequate house rent allowance. They are entitled to house rent allowance at the rate of 55 per cent of the minimum of their scale. At present PBC employees in scale-7 (equivalent to BPS-18) and above only are enjoying rented house facility. Producers being in PBC scale-5 and 6 are not entitled to this facility. Proposal for extension of hiring facilities

[Ch. Shujaat Hussain]

to employees in scale-1 to 6 and for release of necessary funds, is under consideration of the Government.

(c) PBC employees in scale-7 and above are entitled to reimbursement of expenses on gas, water and electricity upto a prescribed limit. The number of such employees in scale-7 and above is 271. Producers being in scale-5 and 6 are not entitled to this facility. Extension of similar facilities will be considered for PBC employees in scale-1 to 6 if and when financial resources are available and the Government approves such action. This part of question has been replied to in an allied question asked by Sheikh Rashid Ahmed, MNA, in question No. 436.

(d) Reasons are stated above.

جناب چیئرمین : جواب لمبا ہے اگر آپ نے پڑھ لیا ہے تو ضمنی سوال ؟

جناب مولانا کوثر نیازی : ضمنی سوال بھی عزیزی شجاعت کو معاف ۔

چودھری شجاعت حسین : شکریہ جناب ۔

جناب چیئرمین : اگلا سوال ، مولانا کوثر نیازی صاحب ۔

VIDEO FILM "MOUNT BATTEN THE LAST VICEROY OF INDIA"

136. ***Maulana Kausar Niazi**: Will the Minister for Interior be pleased to state:

(a) whether the Government is aware of the fact that a video film "Mount Batten, the last Viceroy of India" which is derogatory to Pakistan and the Founder of Pakistan is available at the video shops at Islamabad these days; and

(b) if so, whether Government intends to take action in the matter?

Mr. Muhammad Aslam Khan Khattak: Information is being collected from Islamabad administration and will be placed before the House in due course.

جناب چیئرمین : انٹریئر کی طرف سے کون جواب دے رہا ہے وہ تو فرما رہے ہیں ۔

Information is being collected from Islamabad administration and will be placed before the House in due course.

جناب مولانا کوثر نیازی : جناب والا ! یہ بہت اہم سوال ہے کوئی وزیر صاحب ازراہ کرم ذمہ داری لیں تو میں کچھ ضمنی سوال کروں ۔

جناب چیئرمین : مگر فی الحال ان کے پاس انفارمیشن نہیں ہے ۔ کون وزیر صاحب جواب دے رہے ہیں ۔

Who is holding the portfolio of the Interior?

ایک معزز رکن : لاء منسٹر ۔

جناب چیئرمین : وہ تو ابھی ہاؤس میں نہیں ہیں ۔

مولانا کوثر نیازی : اس میں کئی منسٹریز involve ہیں ۔ ایک تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو فلم ماؤنٹ بیٹن والی " دی لاسٹ وائسرائے آف انڈیا " یہ بی بی سی میں بھی دکھائی گئی ہے ۔ کیا حکومت نے اپنے سفارتخانے کے ذریعے سے اس کا کوئی نوٹس لیا ہے کہ قائد اعظم کی اس میں جو توہین کی گئی ہے اور اس سے جو دلآزاری ہوئی ہے اور پاکستان کی موومنٹ کی جو جگ ہنسائی ہوئی ہے اس کا کوئی تدارک ہو ؟

جناب چیئرمین : یہ تو میرے خیال میں فارن آفس کا سوال بن جائے گا اور اس کے لیے شاید فریش نوٹس دینا پڑے آپ کا جو سوال تھا ..... (مداخلت)

مولانا کوثر نیازی : ایک اور سوال کسی اور منسٹری کا اگر آپ اجازت دیں ، حکومت کا قائد اعظم ، پر بیچاری کوئی فلم بنانے کا پروگرام تھا ، کئی سال سے ، جس کے بارے میں ہماری کئی تحریکیں اس ایوان میں مسترد ہو گئیں ، اس کا بھی کوئی اتا پتا رہا ہے کہ وہ کب تک بن رہی ہے ؟

جناب چیئرمین : اگر سوال آپ پوچھیں اور نوٹس دیں تو پھر ۔

مولانا کوثر نیازی : اگر آپ اجازت دیں ۔

جناب چیئرمین : کوئی منسٹر اس پوزیشن میں ہے کہ جواب دے سکے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں لیکن اس سوال سے وہ ضمنی سوال پیدا نہیں ہو گا ۔

مولانا کوثر نیازی : ماشاءاللہ بیٹھے تو بہت سارے ہیں ۔

چودھری شجاعت حسین : اس کے لیے فریش نوٹس درکار ہے ۔

جناب چیئرمین : فریش نوٹس ، اگلا سوال

PERMITS FOR THE PURCHASE OF MITSUBISHI WAGONS

137. ***Malik Faridullah Khan:** Will the Minister for Kashmir Affairs and Northern Affairs be pleased to state:

(a) whether it is a fact that duty free permits for the purchase of *Pajero Mitsubishi* wagon were issued to the members of northern area council and the members of Azad Kashmir council during the last year;

(b) if so, the total number of such permits, indicating the names of each such permit holders; and

(c) whether the Government will consider providing such a facility to suitable tribesmen also?

Syed Qasim Shah (Answered by Mir Nawaz Khan Marwat): (a) Yes. Duty free permits were issued for purchase of 16 jeeps to members of Northern Areas Council. No such permit was issued to the members of Azad Kashmir Council.

(b) 16 such permits were issued to the following members of Northern Areas Council.

I. **Gilgit District:**

1. Mr. Muhammad Latif Hassan.
2. Syed Jaffar Shah.
3. Mir Shaukat Ali Khan.
4. Mir Ghazanfar Ali Khan.
5. Pir Karam Ali Shah.
6. Syed Fazal Hussain.

II. **Baltistan District:**

1. Agha Ahmed Ali Shah.
2. Haji Ahmed Cho.

3. Haji Mohammad Hussain.

4. Mr. Muhammad Jaffar.

5. Mr. Mohammad Ismail.

6. Agha Mohammad Ali Shah.

III. **Diamir District:**

1. Mr. Mahboob Ali.

2. Haji Jan Mohammad.

3. Mr. Abdul Qadoos.

4. Mr. Amir Jan.

(c) No such proposal is under consideration, at present, of Government of Pakistan.

جناب چیئرمین : ضمنی سوال ؟

ملک فریداللہ خان : یہ فری پرمٹ ان کو جو دیے گئے تھے، کیوں دیئے گئے تھے اور اس میں کیا پالیسی تھی ؟

میر نواز خان مروت : جناب صدر مملکت وہاں دورے پہ تشریف لے گئے تھے، ان لوگوں نے اپنے خاص حالات و مشکلات کو سامنے رکھتے ہوئے کہا کہ یہ فارفلنگ ایریا ہے، اِدھر اُدھر Meetings میں جانے کے لئے انہیں مشکلات درپیش ہیں تو صدر مملکت نے خاص رعایت کے طور پہ ایک اعلان کیا گیا تھا اسی کے تحت وزارتِ تجارت کو کہا گیا تھا کہ یہ جیپیں ایک خاص رعایت کے تحت جسکا صدر صاحب کی طرف سے اعلان کیا گیا کہ انہیں فراہم کی جائیں۔

جناب چیئرمین : جناب فریداللہ خان صاحب۔

ملک فریداللہ خان : سپلیمنٹری سر۔ کیا وزیر صاحب ارشاد فرمائیں گے کہ کیا فاٹا، بلوچستان، اور صوبہ سرحد اسی طرح کا علاقہ نہیں ہے اور فار فلنگ ایریا نہیں ہے جیسا کہ ناردرن ایریا ہے ؟

میر نواز خان مروت : جی ان میں تھوڑا فرق ہو گا آپ اگر ملاحظہ فرمائیں کہ فاٹا کو مختلف اوقات میں ایسی مراعات ملتی رہی ہیں لیکن اگر ناردرن ایریا کی تاریخ آپ اٹھائیں گے۔ جہاں تک مجھے علم ہے

سر اب، یہ کیا وزیر صاحب فرمائیں گے کہ ان کیلئے بھی ایسی کوئی consideration ہے؟

میر نواز خان مروت: میں نے عرض کیا ہے کہ اس کونسل کے نمائندے ہیں جنہیں یہ گاڑیاں دی گئی ہیں اور یہ بھی میں نے اپنے علم کے مطابق عرض کیا ہے کہ یہ سہولت پہلی مرتبہ دی گئی ہے اس لیے گزارش یہ ہے کہ یہ کوئی خیرات نہیں بٹ رہی ہے ایک special concession ان کے حالات کے مطابق دی گئی ہے اور دوسرے علاقوں کے لیے سردست ایسی کوئی سکیم نہیں ہے۔

انجنیئر سید محمد فضل آغا: سر میرا مطلب یہ تھا کہ عوام کو کچھ فائدہ ملا ہے کہ نہیں ملا؟

میر نواز خان مروت: جناب وہ عوام ہی کے نمائندے ہیں اور وہاں بڑی کم سہولت ہے، بڑا غریب علاقہ ہے ان کے نمائندوں کو جو تنخواہیں یا الاؤنس ملتے ہیں وہ بھی بہت کم ملتے ہیں۔

جناب چیئرمین: جناب شاہ محمد خان صاحب۔

جناب شاہ محمد خان: جناب والا! کیا یہ اس بات کا جواب دینگے کہ یہ سیاسی رشوت دی جا رہی ہے؟

میر نواز خان مروت: نہیں جناب والا! موجودہ حکومت سیاسی رشوت دینے میں یقین نہیں رکھتی۔ یہ صاف ستھری سیاست پر یقین رکھتی ہے اور یہ الزام میرے خیال میں بے بنیاد ہے۔

Mr. Chairman: Next question No. 138.

ISSUANCE OF LICENCES TO TRIBESMEN FOR HOLDING RIFLE OF PROHIBITED BORE

138. ***Malik Faridullah Khan**: Will the Minister for States and Frontier Regions be pleased to state:

(a) whether it is a fact that temporary permits for prohibited bore rifles were allowed to be issued to the tribesmen from 1947 to 1983 and they used to keep such weapons with them in the settled areas for self-protection;

(b) whether it is also a fact that the Government of NWFP has imposed a ban on the issue of the aforesaid permits, except in the case of *Khasadaras* and *Badraggas* for the last two years; if so, the reasons therefor; and

(c) whether there is a proposal under consideration for restoring the facility available to the Tribesmen previously?

[Mir Nawaz Khan Marwat]

غالباً پہلی مرتبہ اس قسم کی رعایت دی گئی ہے اور اگران کے فاصلے کو خنجراب سے اسلام آباد تک ناپیں گے تو دوسرے علاقوں سے کہیں زیادہ ہوگا۔ پھر ذرائع آمدورفت کو دیکھنا پڑتا ہے۔ وہاں اکثر موسمی حالات خراب ہوتے ہیں۔ کبھی ہوائی جہاز جاتا ہے اور کبھی نہیں بھی جاتا اور ان علاقوں میں ہر جگہ وہ پہنچ بھی نہیں سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ خاص رعایت دی گئی ہے۔

نوابزادہ عنایت خان آفریدی : جناب کیا مرسڈیز گاڑی نہیں جاسکتی، صرف یہی گاڑی جاسکتی ہے ؟

میر نواز خان مروّت : ہاں ٹھیک ہے jeepable روڈز جو ہوتی ہیں وہاں جیپ ہی کی ضرورت پڑتی ہے، وہاں نہ سوزوکی، نہ ہی ٹیوٹا کرولا اور نہ ہی مرسڈیز جاسکتی ہیں۔

حاجی ملک فریداللہ خان : سر سپلیمنٹری۔ کیا یہ قراقرم ہائی وے جو ہے اور نادرن ایریاز کی جو سڑکیں ہیں ان کی بہت تشہیر کی جاتی ہے کہ یہ پاکستان کی بہترین شاہراہیں ہیں۔ میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ وزیر صاحب یہ فرمارہے ہیں کہ اس علاقے کی سڑکیں اور ذرائع آمدورفت خراب ہیں اس وجہ سے ان کو یہ رعایتیں دی ہیں ؟

میر نواز خان مروت : جناب والا شاہراہ قراقرم اور اس روٹ پر گاڑیاں نہیں آتیں۔ ان کے ڈسٹرکٹ دیامیر، بلتستان یا گلگت جو بڑے فار فلنگ ایریاز ہیں، کچے راستوں پر بھی جانا پڑتا ہے صرف Main Road پر نہیں آنا پڑتا۔

شہزادہ برہان الدین : جناب چترال کا علاقہ سب سے مشکل ہے اور راستے بھی وہاں نہیں ہیں، لواری ٹنل بھی بند ہے۔ ہم غریبوں کے اوپر کبھی اس قسم کا کرم حکومت نہیں کرتی ہے۔ اس کا بھی کچھ ہونا چاہیئے۔

میر نواز خان مروت : ان کے ہاں لواری ٹنل بند ہو جاتی ہے تو ویسے ہی گاڑی کی ضرورت نہیں رہتی، ہوائی جہاز سے جانا پڑتا ہے۔

جناب چیرمین : شہزادہ صاحب کو چاہیئے کہ یہی مثال quote کرکے آپ دوسرا سوال پوچھیں کہ چترال کو یہ سہولت کیوں نہیں دی گئی ؟ جناب فضل آغا صاحب۔

انجینئر سید محمد فضل آغا : مروت صاحب نے اچھی اور کافی زیادہ explanation کی کہ ایریا خراب ہے روڈز خراب ہیں بہت دور ہے کیا یہ پبلک کے استعمال کے لیے انہوں نے دی ہیں یا چند اشخاص کو benefit دیا گیا ہے اور ملک میں اس قسم کے اور بھی ایریاز ہیں جو بہت دور ہیں،

Syed Qasim Shah (Answered by Mir Nawaz Khan Marwat): (a) Yes.

(b) There is no ban. Temporary permits are being issued to genuine tribesmen, *Khassadars* and *badraggas* by political agents concerned.

(c) The facility has not been withdrawn and is being availed by the tribesmen.

جناب چیئرمین : کوئی ضمنی سوال؟

ملک فرید اللہ خان : سر جہاں تک ان کا جواب ہے اس سے میں مطمئن ہوں لیکن کیا حکومت اس ضمن میں تمام پولیٹیکل ایجنٹس کو یہ ہدایات جاری کرے گی کہ ان پرمٹوں کے اوپر کوئی پابندی نہیں ہے اور رائج طریقے کو وہ بحال رکھیں چونکہ وہ پرمٹ issue نہیں کر رہے کہ میعاد ختم ہو گئی ہے ان کو وہ extend نہیں کر رہے۔ کیا یہ assurance وزیر صاحب دیں گے؟

میر نواز خان مروت : پہلے میں اس کی وضاحت کر دوں کہ یہ سہولت واپس بھی نہیں ہوگی اور these permits are renewable ادا ایک سال کے لیے issue ہوتے ہیں۔ اور اس کے بعد پھر بھی جاری ہوتے ہیں اگر ایسی کوئی چیز عمل میں لائی گئی کہ واقعی وہ اس پر کوئی پس و پیش کر رہے ہیں یا کوئی ناجائز قدغن لگاتے ہیں تو یقیناً حکومت اس پر غور کرے گی۔

حاجی ملک فرید اللہ خان : جناب والا! میرے اپنے permits ہیں جس کی وہ extension نہیں دے رہے جن کی میعاد ختم ہو چکی ہے۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اگر حکومت کی طرف سے ان کو یہ ہدایات جاری کر دی جائیں کہ ان permits کے ایشو کرنے پر یا extension دینے پر یہ پابندی نہیں ہے۔

میر نواز خان مروت : جی نہیں ہے۔ میں ایک چیز کی وضاحت کر دوں۔ ان میں کچھ weapons ایسے ہیں جیسے کلاشنکوف اس کا گورنمنٹ پرمٹ نہیں دیتی اور نہ اس کی پارٹیز کو اجازت ہے۔ اگر اس کے علاوہ کوئی ہتھیار ہے جس کی عام اجازت ہو، خاصے دار یا معزز tribesmen کے لیے کیونکہ یہ اصول اس میں انوالو ہے کہ وہ سٹیلڈ ڈسٹرکٹس میں آتے ہیں تو کوئی دشمنی ہو تو اس بنا پر یہ پرمٹ issue ہوتے ہیں تو اگر ایسی کوئی بات ہے تو یقیناً غور کیا جائے گا۔

جناب چیئرمین : اگلا سوال جناب ملک فرید اللہ خان صاحب۔

LAND OF ZERINAR DECLARED AS "BALA PATHER"

139. ***Malik Faridullah Khan**: Will the Minister for States and Frontier Regions be pleased to state:

(a) whether 15000 acres of land of Zerinar in Wana, South Waziristan Agency, has been confiscated in favour of the Government;

(b) whether it is a fact that no compensation has been paid, so far, to the concerned tribes, nor has this fact been covered by any legal or official notification so far;

(c) if so, whether it is a fact that the construction of buildings on this area is illegal; and

(d) the details of the buildings which have thus been illegally constructed?

Syed Qasim Shah (Answered by Mir Nawaz Khan Marwat): (a) Approximately 60000 kanals of area in Zerinar in Wana which was the source of a continuous dispute between large wazir tribes was with the consent of both parties declared "bala pather" by the political agent in May, 1983 (bala pather means the agreement where by the parties concerned will not disturb the status quo till permanent solution is found). This does not mean that the land has been confiscated in favour of the Government.

(b) The question of payment of compensation does not arise. The action was covered by the rules and regulations enforced and was undertaken with the approval of competent authorities.

(c) and (b) On small portion of the bala pather land Government buildings have been constructed but this has been done by allowing the usual *qaumi* commission to the tribes who own the land and by awarding the building contracts to the concerned tribal elders. *qaumi* commission will be paid to the tribes concerned as and when the dispute is settled.

ملک فرید اللہ خان: سپلیمنٹری سر۔ جناب والا! انہوں نے جواب دیا ہے کہ اس زمین پر کچھ تعمیرات کی گئی ہیں اور اس کا قومی کمیشن tribes کو ادا کریں گے۔ جب زمین کی ملکیت کے اوپر تنازعہ ہے تو قومی کمیشن آپ کس کو pay کریں گے؟

جناب چیئرمین : لکھا ہوا ہے۔

"When the dispute is settled".

ملک فرید اللہ خان : ضمنی سوال ۔ یہ جو ٹھیکے انہوں نے دیئے ہیں تو ٹھیکے کونسے tribes کے لوگوں کو دیے گئے ہیں کیونکہ ایک طریقہ یہ ہے کہ اسی tribe کو ٹھیکیدار nominate کریں گے ۔ تو یہ ٹھیکیدار جو nominated ہیں کس tribe سے ہیں؟

جناب چیئرمین : جناب مروت صاحب ۔

میر نواز خان مروت : اس کے لیے صاحب فریش نوٹس چاہیے ۔ کیونکہ اس میں نیا نکتہ ہے جہاں تک قومی کمیشن کے پیسے کا تعلق ہے ۔ ملک صاحب کو خود علم ہے کہ وہ tribe میں جاتا ہے اور elders کے ذریعے تقسیم ہوتا ہے اس کو ٹرائبل کمیشن بھی کہتے ہیں اور قومی کمیشن بھی کہتے ہیں ۔ لیکن اس کے لیے اگر وہ چاہیں تو نیا سوال کریں پھر اس کی تفصیلات وہاں سے منگوالی جائیں گی ۔ فی الحال وہ یہاں مہیا نہیں ہیں ۔

ملک فرید اللہ خان : ضمنی سوال جناب ۔

جناب چیئرمین : جی فرمائیے ۔

ملک فرید اللہ خان : کیا وزیر صاحب ۔ بیان فرمائیں گے کہ ان کے علم میں ہے کہ اس زمین کے سرکاری ہونے کے بعد دونوں tribes یعنی خوجل خیل اور تولی خیل قبیلوں کے کئی سو افراد پاکستان سے ہجرت کر کے افغانستان چلے گئے تھے ؟

جناب چیئرمین : وہ تو وہاں ہی نہیں رہے کہ زمین سرکاری ہوگئی ہے ۔

ملک فرید اللہ خان : جناب والا ! انہوں نے بالا پتھر کی جو تعریف کی ہے وہ غلط ہے ۔ بالا پتھر کا مطلب ایجنسیوں میں یہی لیا جاتا ہے کہ وہ زمین بحق سرکار ضبط ہوگئی ۔ انہوں نے بالا پتھر کی جو وضاحت کی ہے ۔ ایسا نہیں ہے کہ دو قبیلوں کے درمیان جائیداد پر جھگڑا چل رہا تھا اور اسے فریقین کی رضامندی سے بالا پتھر کر دیا گیا ہے ۔ کوئی رضامندی نہیں تھی بلکہ اسی زمین کی بنا پر دونوں قبیلوں کے کئی سو افراد افغانستان چلے گئے ہیں ۔ کیا وہ جواب دیں گے ؟

جناب چیئرمین : جناب مروت صاحب ۔

میر نواز خان مروت : جناب ایسی کوئی بات ہمارے نوٹس میں ابھی تک نہیں لائی گئی کہ اس کی وجہ سے لوگ وہاں سے ترک سکونت کر کے افغانستان چلے گئے ۔

ملک فریداللہ خان: جناب! اب ہم آپ کے علم میں لا رہے ہیں۔

میر نواز خان مروت: "بالا پتھر" کا جہاں تک تعلق ہے ملک صاحب مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔ بالا پتھر جسے پشتو میں "کنڑہ" کہتے ہیں۔ آپ بھی جانتے ہیں اور میں بھی جانتا ہوں کہ بالا پتھر اسی لئے رکھا جاتا ہے کہ جوں کا توں رہے۔ بالا پتھر کا مطلب یہی ہے کہ ابھی ضبط نہیں ہوا۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں یہی جواب وہیں سے آیا ہے اور اس کا جب فیصلہ ہوگا تو کمیشن بھی ان کو ملے گا۔

ملک فریداللہ خان: جناب والا! بالا پتھر کے جو معنی انہوں نے بیان کئے وہ نہیں ہیں، جو ہماری اصطلاح میں ہے اس کو ہم تیگہ بولتے ہیں۔ بالا پتھر یعنی بڑے اونچے کا پتھر یعنی سرکار کا ہوگیا۔ بالا پتھر کا مطلب ہی یہی ہے کہ بحق سرکار ضبط ہوگیا۔

میر نواز خان مروت: یہ ٹھیک فرماتے ہیں۔ بالا پتھر جسے سرکار قائم کرے اسے کوئی ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ یہ بالا پتھر اس لیے کہا جاتا ہے کہ حکومت اگر کسی پراپرٹی کو attach کرلے تو یہی لیگل پوزیشن اس کی وہاں ہوگی۔ یہ چونکہ دونوں قبیلوں کے درمیان وجہ مخاصمت تھی حکومت کی طرف سے جو پتھر رکھا جاتا ہے اسے اس لیے بالا کہتے ہیں کہ وہ اوپر سے آیا ہے حکومت کی طرف سے آیا ہے۔

ملک فریداللہ خان: ضمنی سوال جناب۔ میں نے سوال میں یہ دریافت کیا ہے کہ جو عمارتیں غیر قانونی طور پر بنائی گئی ہیں ان کی تفاصیل کیا ہیں وہ تفاصیل نہیں دی ہیں صرف اتنا کہا ہے کہ کچھ عمارتیں، جب کہ اس میں کافی زیادہ عمارتیں تعمیر کی گئی ہیں؟

جناب چیئرمین: آپ صحیح فرماتے ہیں آپ نے پوچھا تھا details of the buildings .... (مداخلت)۔

میر نواز خان مروت: آپ بھی صحیح کہتے ہیں، میں نے بھی یہی پڑھا تھا۔ جواب میں یہی آیا تھا لیکن اس کی وضاحت میں تھوڑا سا ایک جگہ لکھا ہے کہ

the Government has constructed some accommodations where agriculture department has been accommodated.

صرف اتنا لکھا ہے پراونشل گورنمنٹ سے تفصیل نہیں آئی ہے۔

جناب چیئرمین: آپ منگوا کر ان کو دے دیجئے گا۔

میر نواز خان مروت: جی بہتر

ملک فرید اللہ خان : ضمنی سوال، جناب ۔

جناب چیئرمین : جی فرمائیے ۔

ملک فرید اللہ خان : جواب سے واضح ہے کہ یہ تنازعہ کافی پرانا ہے تو کیا اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ پولیٹیکل حکام بالکل نااہل ہیں۔ اور اتنی بڑی اراضی کو انہوں نے ابھی تک دونوں قبیلوں میں باعث نزاع بنایا ہوا ہے اور ابھی تک وہ فیصلہ نہیں کر سکے ہیں۔ اس کی کیا وجوہات ہیں؟

جناب چیئرمین : جناب مروت صاحب ۔

میر نواز خان مروت : اہل اور نااہل کا سوال تو یہاں پر پیدا ہی نہیں ہوگا۔ سوال اتنا ہے کہ جب کوئی چیز متنازعہ ہو، اس وقت تک اس کو ایسی حالت پر رکھا جاتا ہے کہ جب حالات دونوں سائیڈ پر cooldown ہو جائیں ان کا پارہ ذرا نیچے گر جائے ۔ میں متعلقہ حکام سے بات کروں گا کہ جب حالات صحیح ہوں تو اس پر بات کی جائے اور رواج کے مطابق صحیح طریقے سے فیصلہ دیا جائے ۔

جناب چیئرمین : اگلا سوال، مولانا کوثر نیازی صاحب نمبر ۱۴۰ ۔

But Reply not received.

مولانا کوثر نیازی : جناب اس سلسلے میں وہ خود لاجواب ہو چکے ہیں، میں کیا عرض کروں۔

جناب چیئرمین : وزیر داخلہ صاحب بھی نہیں ہیں ۔ اگلا سوال ۔

LACK OF AVENUES OF PROMOTION FOR P.C.S.

141. ***Prof. Khurshid Ahmad**: Will the Minister Incharge of the Establishment Division be pleased to state:

(a) whether it is a fact that before November, 1973 cadre posts not exceeding 30 per cent of the superior executive posts in any province were filled in by provincial civil services and the same was the case for superior judicial posts of the provinces and that after November, 1973 no new arrangement has been made for promotion or appointment to the Federal service cadres from the PCS;

(b) whether it is also a fact that there is great dis-satisfaction among the provincial civil services because of lack of proper avenues for promotion; and

(c) whether the Government intends to review the matter and provide adequate opportunities of PCS officers for promotion against senior posts in the federal services and if so, the manner in which this is proposed to be done?

Sahabzada Yaqub Khan (Answered by Mr. Sartaj Aziz): (a) Yes.

(b) Yes.

(c) Yes. The proposal under consideration is similar to the pattern followed in the police service of Pakistan.

جناب چیئرمین: ضمنی سوال؟ جناب پروفیسر خورشید صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد: وہ بہترین طریقہ کار کیا ہے جسے آپ اختیار کرنا چاہتے ہیں؟

جناب چیئرمین: جناب سرتاج عزیز صاحب۔

جناب سرتاج عزیز: اس سلسلے میں جناب چیئرمین صاحب! سول سروس آف پاکستان کے ۱۹۵۴ء کے جو قوانین تھے اس میں قاعدہ ۵ کے تحت کچھ پوسٹیں ریزرو تھیں اس وقت کی پراونشل سول سروس کیڈر کے لیے ۱۹۷۳ء کے جب ایڈمنسٹریٹر ریفارمز ہوئے اس میں وہ ریزرویشن ختم ہو گئی اور اس کے بعد سے پراونشل سروسز کے آفیسرز جو تھے چاہے جوڈیشری کے تھے چاہے ایگزیکٹو کے، وہ ڈسٹرکٹ مینجمنٹ گروپ یا سیکرٹریٹ گروپ یا دیگر فیڈرل پوسٹوں کے لئے eligible نہیں تھے۔ پولیس سروس کے کیس میں یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ پراونشل پولیس آفیسرز جو بی پی ایس ۱۸ کے ہوں وہ ۴۰ فیصد تک سینئر کیڈر پوسٹوں کے لئے جو فیڈرل کیڈر میں ہوں، ہر صوبے میں eligible ہوں گے۔ اسی نوعیت کی ایک تجویز اس وقت حکومت کے زیر غور ہے جس کے تحت پراونشل سول سروس ایگزیکٹو برانچ کے جو سابقہ آفیسرز تھے وہ بھی فیڈرل کیڈر میں اسی تناسب سے eligible ہوں گے یہ پرپوزل اس وقت زیر غور ہے۔

چیئرمین: جناب پروفیسر خورشید صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد: یہ مسئلہ ۱۹۷۳ء سے پیدا ہوا ہے اور تقریباً تیرہ سال سے لوگ اس پر احتجاج کر رہے ہیں۔ ابھی یہ کتنا عرصہ زیر غور رہے گا۔ اور اس مسئلہ پر حکومت نے اتنی دیر کیوں لگائی ہے کچھ روشنی ڈال سکیں گے آپ؟

جناب چیئرمین: جناب سرتاج عزیز صاحب۔

جناب سرتاج عزیز : یہ صحیح ہے کہ اس پر یہ لوگ کافی عرصہ سے احتجاج کر رہے ہیں اور انہوں نے بہت دفعہ اس پر representation بھی کی ہے چنانچہ ۷۹-۱۹۷۸ء میں ایک سول سروس کمیشن بھی بنایا گیا جس نے اس کی ری آرگنائزیشن کی پرپوزل دی لیکن وہ پرپوزل ناقابل عمل تھی اور چونکہ اس پر عمل نہیں ہوا۔ للذا اس کے ساتھ جو متعلقہ مسئلہ ریزرویشن یا فیڈرل پوسٹس کا تھا اس پر بھی فیصلہ نہیں ہوا۔ موجودہ حکومت نے اس issue کو دوبارہ لیا ہے ۔ اور مجھے امید ہے کہ عنقریب اس پر کوئی نہ کوئی فیصلہ ہو جائے گا۔

پروفیسر خورشید احمد : یہ "عنقریب" کی کچھ تعریف ہو جائے تو بڑی مدد ملے گی اس لیے کہ تیرہ سال تو عنقریب نہیں تھے ۔

جناب سرتاج عزیز : اس میں فاضل سینیٹر دیکھیں گے کہ صوبائی حکومتوں سے کنسلٹ کرنا ہوتا ہے اور اس میں بہت سی چیزیں ہیں تو اس لیے میں کوئی معینہ وقت نہیں بتا سکتا۔ اس لیے "عنقریب" کا مطلب آپ عنقریب ہی سمجھیں ۔

پروفیسر خورشید احمد : دراصل الفاظ کے معنی بہت بدل چکے ہیں ۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں یہ پیٹینٹ جواب ہے کہ یہ مسئلہ پیدا ہوا تھا، احتجاج ہوا پھر کمیشن بنا، اس کمیشن کی رپورٹ آئی اس پر اطمینان نہیں ہوا اس لئے سب کچھ بھول گئے اور مسئلے بھی گول ہو گئے پھر دوبارہ احتجاج شروع ہوا ۔ تب پھر دوبارہ غور کرنا شروع کیا اور اب صوبوں سے مشورہ کرنا ہے گویا کہ یہ آج معلوم ہو رہا ہے کہ مسئلہ اب پیدا ہوا ہے اور صوبوں سے معلومات لینی ہیں ۔ میں چاہتا ہوں کہ گورنمنٹ اپنا رویہ بدلے ۔ آپ اب ایک امپیریل حکومت نہیں ہیں بلکہ اس ملک کی حکومت ہیں اور اس ملک میں لوگوں کے جو مسائل ہیں ۔ ان کا آپ کو علم بھی ہونا چاہیئے اور بروقت ان کی اصلاح ہونی چاہیئے ۔

Justice delayed is justice denied.

جناب چیئرمین : شکریہ ۔ اگلا سوال جناب ملک فریداللہ خان صاحب

GRANT PROVIDED TO PUBLIC SCHOOLS IN SOUTH WAZIRISTAN

42. ***Malik Faridullah Khan:** Will the Minister for States and Frontier Regions be pleased to state:

(a) the total amount of grant provided by the Government annually for the Zam Public School, Tank and Musa Nika Public School, Wana in South Waziristan Agency.

(b) the total yearly estimated expenditure on the maintenance of these schools and the source from which this expenditure is met; and

(c) the number of members on the board of governors of each school indicating also their names?

Syed Qasim Shah (Answered by Mir Nawaz Khan Marwat): The required information is as under:

(a) Rs. 100,000 each.

(b) Zam Public School, Tank.	Rs. 909.000
Musa Nika Public School Wana.	Rs. 965,000

The expenditure is met from donation by locals, tution fees and grants-in-aid by the Government.

(c) Governing body.

(i) Zam Public School, Tank—10:

1. Chairman	Political Agent South Waziristan Agency, (Presently Syed Asif Shah).
2. Secretary	Principal of the school (presently Mr. Abdur Rehman).
3. Official Member . .	Assistant Political Officer Tank (presently Mr. Masudur Rehman).
4. Official Member . .	Agency Inspector of Schools, South Waziristan Agency (presently Mr. Atlas Khan).
5. Non Official Member.	Malik Gulab Khan Senator, South Waziristan Agency.

6.	Non Official Member.	Malik Said Khan, MNA, South Waziristan Agency.
7.	Non Official Member.	Mr. Jahangir Khan Masood, South Waziristan Agency.
8.	Non Official Member.	Malik Sher Bahadar Khan, South Waziristan Agency.
9.	Non Official Member.	Mr. Ghulam Siddiq Khan South Waziristan Agency.

(ii) Musa Nika Public School, Wana—12:

1.	Chairman	Political Agent, South Waziristan Agency (presently Syed Asif Shah).
2.	Secretary	Principal of the School (Presently Mr. Bashir Nawaz Qureshi).
3.	Official Member ..	Assistant Political Agent Wana (presently Syed Abdul Wakil Shah).
4.	Official Member ..	Agency Inspector of Schools, South Waziristan Agency (presently Mr. Atlas Khan).
5.	Non Official Member.	Agency Inspector of Schools, South Waziristan Agency.
6.	Non Official Member.	Malik Bam Gul, South Waziristan Agency.
7.	Non Official Member.	Mr. Sher Bah[illegible] South Waziristan Ager[illegible]
8.	Non Official Member.	Mr. Ghulam Nabi, South Waziristan Agency.

9.	Non Official Member.	Mr. Shahzad Khan, South Waziristan Agency.
10.	Non Official Member.	Mr. Ajab Khan, South Waziristan Agency.
11.	Non Official Member.	Haji Pasti Khan, South Waziristan Agency.
12.	Non Official Member.	Mr. Zarif Khan, South Waziristan Agency.

ملک فریداللہ خان : کیا وزیر صاحب یہ بیان فرمائیگے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ جب سے یہ سکول بنے ہیں اور بورڈ آف گورنرز کی تشکیل کی گئی ہے اس وقت سے لے کر تا حال اس بورڈ آف گورنرز کی کوئی میٹنگ نہیں ہوئی ہے ؟

Mir Nawaz Khan Marwat: I think, Sir, it is a fresh question, and it requires a fresh notice. Because it pertains to the internal arrangement and it also pertains to the administration of the schools. So I think, a fresh notice, is needed.

Mr. Chairman: Fresh notice.

جناب چیئرمین : ملک صاحب ۔

ملک فریداللہ خان : ضمنی سوال ۔ کیا وزیر صاحب ارشاد فرمائیں گے کہ ان سکولوں کے جو اکاؤنٹس ہیں وہ auditable ہیں یا نہیں ۔ ان کا کوئی آڈٹ ہوتا ہے یا نہیں ہوتا ہے ؟

میر نواز خان مروت : میں یہ عرض کرتا ہوں کہ یہ سکولز جو ہیں یہ در اصل پرائیویٹ سکول ہیں اور یہ ڈونیشنز پر چلتے ہیں ۔ پرائیویٹ سکولوں کے متعلق ، جناب آپ کو بھی علم ہے کہ ان پر کونسا قانون لاگو ہوتا ہے ۔

These are private institutions. These are not government institutions, So, these are not being audited.

ملک فریداللہ خان : جناب والا ! یہ سکولز ، پرائیویٹ سکولز کی تعریف میں اس لیے نہیں آتے کہ قبائلی علاقوں میں جتنی جرمانہ کی رقوم ، قومی کمیشن سے حاصل شدہ رقوم ، راہداریوں سے وصول شدہ رقوم وصول ہوتی ہیں یہ سب ان دو سکولوں کو دی جاتی ہیں اس لیئے یہ خالصتاً پرائیویٹ سکولز نہیں ہیں کیونکہ ہمارے پیسوں سے چل رہے ہیں ، وہ پولیٹیکل فنڈز سے چل رہے ہے

ہیں۔ ابھی ابھی ہم نے ان سکولوں کو، ان دو سکولوں کو اپنے سپیشل ڈویلپمنٹ پروگرام سے ۴۸ لاکھ روپے دیئے ہیں۔ تو کیا حکومت اس بات کو کنسیڈر کرے گی کہ ان دو سکولوں کے اکاؤنٹس آڈٹ ایبل ہو جائیں؟

میر نواز خان مروت : پورے ملک میں پرائیویٹ سکولوں کے متعلق جو قانون نافذ ہے وہی قانون ان دو سکولوں پر بھی نافذ ہوگا۔ بہر حال اگر ان سکولوں کے بارے میں کوئی غبن کا کیس حکومت کے نوٹس میں لایا جائے تو اس کے بارے میں تحقیقات ہو سکتی ہے۔

جناب چیئرمین : میرے خیال میں جہاں بورڈ آف گورنرز ہوتا ہے ان کا ایک چارٹر ہوتا ہے اور اس میں یہ بھی provided ہوتا ہے کہ اس کو کیسے audit کیا جائے گا۔ وہ آپ دیکھ لیں۔

میر نواز خان مروت : جی جناب، ان کا اپنا الگ چارٹر ہوتا ہے۔

ملک فریداللہ خان : ان کا چارٹر نہیں ہے۔

جناب چیئرمین : کوئی تو انتظام ہو گا؟

ملک فریداللہ خان : جناب والا! ابھی تک نہیں ہے۔

میر نواز خان مروت : بورڈ آف گورنرز کے تحت یہ سکول آتے ہیں۔

ملک فریداللہ خان : ابھی تک، جناب والا! بورڈز آف گورنرز کی میٹنگ ہی نہیں ہوئی ہے، تو وہ آڈٹ کیسے کریں گے؟

جناب چیئرمین : اگلا سوال، ملک فریداللہ خان صاحب۔

FUNDS ALLOCATED FOR AFFORESTATION IN FATA

67. ***Malik Faridullah Khan**: Will the Minister for States and Frontier Regions be pleased to state:

(a) the total amount of funds allocated during the current financial year for increasing the forest wealth in FATA indicating also the work done on new afforestation so far;

(b) whether it is a fact that the Government is encouraging excessive cutting of forests in the FATA and the Political Agents in different agencies continue to issue timber permits to trucks which are the cause of destruction of the forest wealth in the area; and

(c) the total number of permits issued per month in Bajore, Mohmand, Khyber, Kurrum, Orakzai, North and South Waziristan Agencies giving necessary details separately in each case?

Syed Qasim Shah (Answered by Mir Nawaz Khan Marwat): (a) The total amount allocated for the development of forestry in FATA during 1985-86 and 1986-87 is as under:—

1985-86	Rs. 15.033 million.
1986-87	Rs. 17.715 million.

The following achievements have been made in this sub sector during the last eight years:—

(i) Block plantation 8036 acres.
(ii) Linear plantation 536 avenue miles.
(iii) Nurseries 111 acres.

During the sixth five year plan an allocation of Rs. 85.660 million has been made to achieve the following targets :—

(i) Block plantation 15,000 acres.

(ii) Linear plantation 150 Avenue miles progress is satisfactory,

(b) It is not correct to say that the Government is encouraging excessive cutting of forests in FATA. Forests in FATA, where they do exist, are oumi in nature and tribes exercise their collective right and control over it.

Timber permits are issued to the tribesmen enabling them to bring timber wood to the market place in settled areas. It may however be added that most of the timber is brought into the market area from across the border.

(c) The details of permits issued by the various Political Agents in the agencies concerned is as under :—

Bajaur	20 to 80 per month average.
Mohmand ..	*Nil.*
Khyber ..	*Nil.*

Kurram		Nil (about six month earlier 200 to 250 permits p.m. were issued for the timber coming from across the border).
Orakzai	..	7 to 10 per month average.
N.W. Agency	..	75 per month average.
S.W. Agency	..	68 per month average.

ملک فرید اللہ خان : انہوں نے جواب دیا ہے کہ ان علاقوں میں لکڑی افغانستان سے بھی آتی ہے یعنی بارڈرز کی دوسری طرف سے ۔ میں جناب یہ سوال کرنا چاہتا ہوں کہ پکتیا میں جنگ ہو رہی ہے ہمارے ساتھ جتنے بھی سرحدی علاقہ جات ہیں ان کی بارڈر sealed ہے تو اس صورت میں افغانستان سے یہ لکڑی کیسے لائی جاتی ہے کیا یہ ہوائی جہاز کے ذریعہ لائی جاتی ہے یا کسی اور ذریعہ سے، جب کہ دونوں ملکوں کے درمیان وہاں کوئی راستہ کھلا ہوا ہی نہیں ہے؟

میر نواز خان مروت : یہی وجہ ہے کہ ماضی قریب میں پاراچنار، ٹل اور کرم ایجنسی سے جو زیادہ مال آرہا تھا اب وہاں سے کئی مہینوں سے ترسیل بند ہو گئی ہے ۔ میں اس کی وضاحت کر دوں کہ یہ لکڑی جو افغانستان سے آتی تھی وہیں جاتی تھی ۔ بہر حال پاکستان اور افغانستان کا بڑا وسیع بارڈر ہے، اس کے کسی کونے یا حصے سے کوئی لکڑی لے آئے تو الگ بات ہے لیکن جنگ کے بعد سے لکڑی کی ترسیل پر کافی فرق پڑ چکا ہے ۔ بعض جگہ پر تو کئی مہینوں تک لکڑی نہیں آ پاتی ۔

ملک فرید اللہ خان : جناب والا! یہ ان کا جواب درست نہیں ہے کیونکہ جیسے انہوں نے فرمایا ہے کہ ان ایجنسیوں کے فکسڈ پرمٹ ہیں ۔ ڈھائی سو کرم ایجنسی، پچھتر شمالی وزیرستان، اڑسٹھ جنوبی وزیرستان کے ہیں ۔ اگر اس لکڑی سے فرق پڑتا تھا تو پھر یہ پرمٹ ایشو نہ ہوتے ۔ جب کہ یہ پرمٹ ہر مہینے بغیر رکاوٹ کے ایشو ہوتے ہیں ۔

جناب چیئرمین : مروت صاحب ۔

میر نواز خان مروت : اگر آپ پڑھیں گے تو آپ کو معلوم ہو گا کہ :

The total number of permits issued per month.

یہ عام سوال ہے کہ کتنے پرمٹ ایشو ہوتے تھے یا ہوئے ہیں ۔ یہ نہیں ہے کہ پچھلے مہینے میں یا اس سے پہلے کتنے issue ہوئے، اگر ایسا ہوتا تو صاف معلوم ہو جاتا کہ کب یہ ترسیل بند ہوئی یہ تو عام فگرز ہیں ۔

ملک فرید اللہ خان: جناب والا! افغانستان میں لڑائی تو آٹھ سالوں سے جاری ہے۔

میر نواز خان مروت: کچھ لکڑی ایسی بھی ہے جو ٹرائیبل بیلٹ میں پیدا ہوتی ہے اس کو بھی اگر دوسرے ضلع میں لائیں گے تو اس کے لیے بھی پولیٹیکل ایجنٹ پرمٹ جاری کرتا ہے اس لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ تمام لکڑی وہیں کی ہو، جو افغانستان سے سمگل ہو کر یا کسی دوسرے راستے سے وہاں پہنچتی ہو۔

ملک فرید اللہ خان: جناب والا! میرا سوال بھی یہی ہے کہ یہ جو پرمٹ ایشو ہوتے ہیں یہ ہماری لکڑی ملک کیلئے ایشو ہوتے ہیں اور یہ ہمارے جنگلات کا ضیاع ہے تو کیا حکومت ان پرمٹوں پر پابندی لگانے کے متعلق غور کر رہی ہے؟

جناب چیئرمین: میرے خیال میں سوال میں کچھ خامی تھی، ہم نے اس کو صحیح نہیں کیا ہے۔ آپ نے جو سوال پوچھا ہے وہ یہ ہے کہ:

The total number of permits issued per month—Bajore, Mohmand, Khyber, Kurrum, Orakzai, North and South Waziristan Agencies giving necessary details separatelly in each case?

آپ نے وقت کا تعین کہ کس period میں پرمٹ ایشو ہوئے ہیں نہیں کیا اور ان کی طرف سے بھی جو جواب آیا ہے وہ اس لحاظ سے مہمل ہے کہ انہوں نے یہ جواب نہیں دیا کہ یہ پرمٹ کس مہینے میں اور کس سال ایشو ہوتے تھے۔

ملک فرید اللہ خان: یہ تو جناب ماہانہ کوٹہ ہے وہاں کی تمام پولیٹیکل ایجنسیوں کا، اس کے لیے وقت کی ضرورت ہی نہیں ہے کیونکہ یہ ان کا فکسڈ کوٹہ ہے اور یہ اس کے علاوہ ہے جو کمشنر issue کرتا ہے۔ یہ تو پولیٹیکل ایجنسیوں کا ماہانہ کوٹہ ہے۔ میرا سوال یہی ہے کہ فاٹا کے جو جنگلات ہیں ان پرمٹوں کی وجہ سے وہ بری طرح متاثر ہو رہے ہیں، تو کیا حکومت ان پر پابندی لگانے پر غور کرے گی؟

جناب چیئرمین: مروت صاحب۔

میر نواز خان مروت: جیسے جناب میں نے پہلے عرض کیا کہ میں پہلے ان پرمٹوں کی وضاحت کر دوں۔

However permits are issued for whatever timber we received from Afghanistan.

پہلا تو یہ حصہ ہے ۔ جنرلی، جیسے ان کا نارتھ وزیرستان ہے ۔

We have got only five route in small forest of the Agency on which restrictions have already been imposed.

ماہانہ کوٹہ جو generally issue ہوتا تھا وہ عام طور پر ۵۷ پرمٹ تھے اس ایجنسی کے لیے اور یہ since long سسٹم چل رہا ہے اور جو سسٹم میں نے عرض کیا ہے وہ already مروج ہے ۔

جناب چیئرمین : اگلا سوال، جناب محمد محسن صدیقی ۔

INCENTIVES FOR PROSPECTIVE INVESTORS AT HOME AND ABROAD

80. ***Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui** (Put by Prof. Khurshid Ahmad): Will the Minister for Industries be pleased to state:

(a) the measures and plans under consideration of the Government to encourage prospective investors at home and abroad; and

(b) the steps taken by the Government to paper exhaustive and simplified informative literature on investment opportunities for convenience and guidance of prospective investors at home and abroad?

Syed Zafar Ali Shah (Answered by Mir Nawaz Khan Marwat): (a) The existing policy package is sufficiently attractive for foreign as well as local investment.

(b) The following literature has been published and is available for the guidance of prospective investors at home and abroad:—

(1) Tax concessions for investment in industries in Pakistan.

(2) Investment climate and potential areas for foreign collaboration.

(3) Investment incentives and opportunities in Pakistan.

(4) Economic indicators of Pakistan.

(5) Industrial policy statement.

(6) Industrial investment schedule for the sixth five year plan.

Mr. Chairman: Supplementary question? Prof. Khurshid Ahmad.

Prof. Khurshid Ahmad: Will the honourable Minister explain in detail the measures and plans under consideration of the Government to encourage prospective investors at home and abroad, as from reply it is clear that there are no measures or new plans under consideration?

Mir Nawaz Khan Marwat: Sir, Prof. Khurshid is perfectly right. The detail has not been given in the reply as is asked in part (a) of the question. I will put the record straight because the material is available with me and I will make out the answer from it, Sir.

Mr. Chairman: Right. Please go ahead.

Mir Nawaz Khan Marwat: (a) Sir, the measures taken are: encouragement of investment in backward areas/rural areas; (b) tax holiday for 5 years; (c) exemption of custom duty and tax credit is available in Pakistan to promote industrialization in backward areas, I have a long list for that, Sir; (d) Then rationalization of tariff structure, Sir; (e) Then the encouragement of investment in industries involving highly sophisticated technology, Sir. (f) If you will permit, me Sir, then I will explain industries which have been classified as pioneer and are allowed to have 5 years tax holiday and a complete exemption from custom duty and Sales Tax on import of plant and machinery. (g) Then Sir, we have got another facility for them *i.e.*, encouragement of investment in engineering industry *i.e.* import of plant and machinery which are necessary for manufacture of engineering goods which are not manufactured in the country, will be duty free irrespective of location, may be in backward areas or other areas. (h) In addition, new units in this industry set up during the next three years will enjoy tax holiday for five years Sir. (i) Then Sir, another facility is encouragement of investment in other industries, import duty has been reduced from 40 % to 20 % advalorem on a plant and machinery which is not manufactured in Pakistan and is essential for industrial growth. (j) Then again Sir, concession on import of essential raw material import duty has been reduced from 40 % to 30 % advalorem on essential industrial raw material such as copper units, aluminium, magnesium, lead, zinc and tin. (k) Then again Sir, the concession on specific new industries and BMR Sir.

These are some of the industries considered for concession as for example, fertilizer industry, cement industry or large scale industrial units. Duty free import of machinery for BMR or a textile industry including woollen and carpet industry, surgical goods, sports goods, canning, cutlery, shoe making, leather garments, clothes, onex, marble and ginning industry etc. (l) Then Sir, electronics industry; as you know Sir, that some areas have been declared tax free, the Government of Pakistan have given priority to the establishment and development of electronics industry in Pakistan. The Government have announced special incentives to the electronics industry to be located in the province of N.W.F.P. and the Islamabad capital territory. There has been no custom duty Sir, on the import of plant and machinery for setting of electronic units in these areas and a tax holiday for five years has been made available. Loan for construction and a grant upto rupees one million will also be provided to the electronic projects in NWFP and Islamabad. (m) Then Sir, another concession is that pay as you earn scheme that is designed to enable the entrepreneur to import machinery for establishment of industrial units or enterprises on credit and to pay the cost of machinery and equipment so imported in foreign exchange out of the export earning of the industrial unit. No Government approval is now required for projects to be set up under this scheme Sir. The sponsors are however required to get such project registered only with the Investment Promotion Bureau and the State Bank of Pakistan. (n) Then Sir, another incentive for investment has been given and that is the Government recognized the importance of the foreign capital which brings advanced technology, managerial and technical skill, export, benefits etc. In order to accelerate the flow of foreign capital Sir, in Pakistan, the package of incentives provided by the Government is as attractive as in any other developing country if not more. It includes legal framework for the protection of foreign investment. Sir, I gave the details otherwise I could say there are six or eight incentives which have been given, but since to satisfy the honourable member who has put the question who himself is a financial brain that is why I went into these details.

پروفیسر خورشید احمد : سوال کچھ تھا ۔ جواب کچھ دیا گیا ہے ۔

میر نواز خان مروت : جواب وہی تھا جو میں نے عرض کیا ہے ۔

پروفیسر خورشید احمد : اب آپ جواب دے رہے ہیں یہ بات تو written جواب کے اندر آنی چاہیئے تھی ۔

میر نواز خان مروت : جناب والا! میں نے عرض کیا . . . . . (مداخلت)

Mr. Chairman: The point of order was that these details have been asked for and they should have been a part of the written reply to enable the honourable members to put supplementaries.

Mir Nawaz Khan Marwat: Correct. I agree with you Sir. quite true. To study it and then to put supplementaries, I agree with him and that is why Sir, at the very out set I said that this should have been given in that which have not been given and I gave it from the record available to meet the requirement.

Mr. Chairman: So, he is trying to make amends for that. I think we have heard enough of it.

Mir Nawaz Khan Marwat: Thank you.

پروفیسر خورشید : یعنی تلافی کی بھی تو ظالم نے کیا کی ۔

Mr. Chairman: Next question Nawabzada Jahangir Shah Jogezai. Question No. 101.

نواب زادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی : جواب ہی نہیں ہے ۔

It is being collected. This is what they say and will be placed before the House as soon as it becomes available.

Mr. Chairman: So, this brings us to the end of the questions.

جناب وسیم سجاد : جناب والا! میں ایک گزارش کرنا چاہ رہا تھا ۔ ہم اکثر یہ دیکھتے ہیں کہ وزیر صاحبان یہ کہہ دیتے ہیں کہ ابھی آ رہا ہے ، ابھی ہم سوچ رہے ہیں ، ابھی کر رہے ہیں ، ابھی کر رہے ہیں پھر ابھی وزیر صاحب نے کہا کہ میں تسلیم کرتا ہوں کہ جواب پورا نہیں ہے ۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بریچ آف پریویلج آف دی ہاؤس بنتا ہے ۔ یہ اس طرح آسانی سے کہہ دینا کہ جب جواب آئے گا ہم دے دیں گے ، پرسوں دے دیں گے ، اترسوں دے دیں گے ، یہ صحیح نہیں ہے ، میرے خیال میں جناب کو انہیں کہنا چاہیئے کہ آئندہ پوری انفارمیشن دیں جو ہاؤس مانگ رہا ہے ، بروقت دیں اگر نہیں دیں گے تو یہ ہاؤس کے پریویلج کی بریچ ہوتی ہے ۔

جناب چیئرمین : ابھی ، جو پروفیسر صاحب نے پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا اس کے ضمن میں میں نے کہا کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر صحیح ہے اور منسٹر صاحب خود بھی تسلیم کرتے ہیں کہ وہ

صحیح ہے ۔ یہ جواب کا حصہ ہونا چاہیئے تھا اور آنا چاہیئے تھا لیکن یہ ایک قدم جو آپ آگے چلتے ہیں تو میرے خیال میں اگر یہ جان بوجھ کر کیا جاتا ہے تو وہ بریچ آف پریویلج ہو سکتا ہے اور پھر اس کو ثابت کرنا پڑے گا کہ واقعی یہ دیدہ دانستہ ہے ۔ بعض انفارمیشن ایسی ہوتی ہیں کہ سالہا سال کی محنت اور بہت تحقیق پر منحصر ہوتی ہے تو ظاہر ہے کہ خاص اجلاس میں from one day to another, from one week to another اس کا جواب شاید نہ آسکے اگر وہ deliberate act نہیں ہے اور یعنی یہ جو کوشش ہو رہی ہے کہ اس کی انفارمیشن مہیا کی جائے تو breach of privilege نہیں بنے گا

I agree with you that when information requested is put, every effort must be made to provide all the relevant details and all the information within the specified time.

جناب سرتاج عزیز : جناب میں عرض کروں گا کہ یہ سوال جس کا یہ جواب دیا گیا ہے یہ تمام اٹانومس باڈیز کے لیے ہے اور مختلف اٹانومس باڈیز ہیں تمام وزارت کی اسٹیبلشمنٹ ڈویژن کے پاس یہ انفارمیشن تمام منسٹریز کی آنی تھی، اسٹیبلشمنٹ نے ۳۰ ؍ جون کو تمام منسٹریز کو خط بھیجا اور ان کو ایک ہفتہ دیا کہ یہ جواب دیا جائے، یہ جواب بعضوں نے بھیجا اور بعض نے نہیں بھیجا کیونکہ آگے ان کی سبسڈی یونٹ ہیں جن سے انہوں نے پوچھنا ہے تو اس لیے پھر تو سوال کی نوعیت پر منحصر ہے کہ وہ اطلاع کن کن جگہوں سے اکٹھی ہونی ہے کہاں اسے کولیکٹ ہونا ہے تو اسی لیے دس دن میں اس قسم کے سوال کا جواب دینا ممکن نہیں ہوتا ۔

جناب چیئرمین : شکریہ ، پروفیسر خورشید احمد ۔

پروفیسر خورشید احمد : یہ معلومات ایسی ہیں کہ جو کسی بھی ایفیشنٹ حکومت کے پاس ہر وقت ہونی چاہئیں ۔ ممبر سوال پوچھے یا نہ پوچھے، اگر آپ کے نظام میں یہ معلومات موجود نہیں ہیں کہ اٹانومس باڈیز کونسی ہیں جو فنکشن کر رہی ہیں تو پھر آپ حکومت کیا چلا رہے ہیں ؟

جناب سرتاج عزیز : اٹانومس باڈیز کی فہرست تو موجود ہے لیکن یہ کہ اس میں بلوچستان سے کتنے افسر گریڈ ۲۰ سے اوپر کام کر رہے ہیں، یہ تو ہر مہینے پوزیشن تبدیل ہو سکتی ہے کہیں نئی ریکروٹمنٹ ہوتی ہے ، کہیں لوگ ریٹائر ہوتے ہیں ۔

پروفیسر خورشید احمد : آپ بتا سکتے ہیں کہ فلاں تاریخ تک یہ پوزیشن ہے ایک ماہ پہلے آپ اس کی پوزیشن بتا دیجئے ۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں جو پوائنٹ explain کرنا تھا وہ ہو گیا ہے حکومت کی تمام مشینری اور تمام قوم کی ایفیشنسی کو اور بھی بہتر کرنا پڑے گا۔ اگر آپ کو اس طرح کے سوالات کے جوابات on short notice چاہئیں۔

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین: (رخصت کی درخواستیں) صاحبزادہ محمد الیاس صاحب نے طبیعت کی ناسازی کی بنا پر ایوان سے ۱۴ سے ۱۶ جولائی تک رخصت کی درخواست کی ہے، کیا آپ ان کی یہ درخواست منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: الحاج پیر سید محمد شاہ جیلانی ناسازی طبع کی بنا پر ایوان میں ۱۳ جولائی کو شرکت نہیں کر سکے اس لیے انہوں نے ایوان سے اس تاریخ کے لیے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی یہ درخواست منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب محسن صدیقی صاحب نے ناسازی طبع کی بنا پر ایوان سے ۱۴ تا ۱۶ جولائی رخصت کی درخواست کی ہے کیا آپ ان کی یہ درخواست منظور فرماتے ہیں؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: ناسازی طبع کچھ زیادہ ہو رہی ہے تو میرے خیال میں ان کے رہن سہن کا انتظام کچھ بہتر کرنا چاہیئے کہ اس وجہ سے تکلیف نہ ہو، تحاریک استحقاق۔ پہلی موشن جناب وسیم سجاد صاحب کی ہے جس پر کچھ inconclusive discussion already ہو چکی ہے۔

PRIVELEGE MOTIONS

(i) *RE*: FAILURE TO SUMMON A JOINT SESSION OF PARLIAMENT UNDER ARTICLE 56(3)

جناب چیئرمین: یہ خیال ظاہر کیا گیا تھا کہ یہ معاملہ چونکہ اہم ہے، بہت سارے حضرات بھی اس پر بولنا چاہتے تھے، تو اس کو لے لیتے ہیں، میرا خیال ہے دوبارہ اس کو پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جو حضرات اس پر بولنا چاہتے ہیں۔۔۔۔۔

جناب وسیم سجاد: اس میں تھوڑی سی میں تفصیل بتا دوں اور مزید تھوڑی سی باتیں میں جناب کی اجازت سے کہہ دوں۔

جناب چیئرمین: جی فرمائیے۔

Mr. Wasim Sajjad: Sir, in this the main issue was regarding the interpretation of Article 56(3) of the Constitution of Pakistan and my submission was that it is the privilege of the Senate to be called in joint sitting prior to the meeting either of the Senate or of the National Assembly in each year. And in determining the commencement of each year, we will go by the ruling given by your honour earlier that the year for purposes of parliament, will be parliamentary year and it will commence on the 23rd of March each year. I have submitted, Sir, that Article 56 was specifically amended by PO 14 of 1985 and it says, I am referring to Article 56(3):

"At the commencement of the first session after each general election to the National Assembly and at the commencement of the first session of each year, the President shall address both Houses assembled together and inform the *Majlis-e-Shoora* (Parliament) of the causes of its summons."

Now, one question which arose for consideration was as to the meaning of the word 'session'. I have submitted, Sir, that in this Constitution wherever the word 'session' is used, it is with reference to either the National Assembly or to the Senate. I would refer to Article 54 (2) where this word is mentioned. Your honour will see, it says:

"54 (2) There shall be at least three sessions of the National Assembly every year, and not more than one hundred and twenty days shall intervene between the last sitting of the Assembly in one session and the date appointed for its first sitting in the next session."

Wherever the Constitution talks of the meeting of the two Houses together, it refers to this meeting as a 'joint sitting'. I would refer to Article 54(1) where it says:

"54 (1) The President may, from time to time, summon either House or both Houses or *Majlis-e-Shoora* (Parliament) in joint sitting . . . ."

Again in Article 232(7) the same word has been used and it says, Sir:

> "232 (7): A Proclamation of Emergency shall be laid before a joint sitting which shall be summoned by the President to meet within thirty days . . . ."

Then, Sir, in Article 57 again it is said:

> "57. The Prime Minister, a Federal Minister, a Minister of State and the Attorney General shall have the right to speak and otherwise take part in the proceedings of either House, or a joint sitting or any committee thereof . . . ."

So, the Constitution does not refer to the joint meeting as a 'session'. Therefore, when this word has been used in Article 56(3) that at the commencement of the first session after each general election to the National Assembly and at the commencement of the first session of each year, it means at the commencement of the first session either of the National Assembly or of the Senate, and before that the joint sitting of the Parliament must be called.

In this context, Sir, I have seen the practice in England. I would refer your honour to May's Parliamentary Practice, page 284. It deals with the opening of the new session and it says:

> "In every session but the first of a parliament as there is no election of a Speaker nor any general swearing of members the session is opened at once with the Queen's speech without any parliamentary proceedings in either House. Until the causes of summons are declared by the Queen either in person or by commission neither House can proceed with any public business."

We have borrowed this concept from the English Constitution and there the concept is that at the commencement of each year the Queen opens the Parliament. Before, it is formally opened, the parliament cannot commence business. It is the same concept that we have introduced in the Pakistan Constitution and the President, as it were, opens the Parliament, he addresses the joint House. In this joint sitting he outlines the policies of the Government for that year and the House gets an opportunity to debate and discuss those policies.

[Mr. Wasim Sajjad]

As far as the Senate is concerned we have particularly suffered because the entire budget and the fiscal policies, the labour policy and every thing which is included in the budget has been discussed, debated without any advice having been obtained or an opportunity having been given to the Senate to discuss this matter.

Now, this provision, exactly in similar terms, is also found in the Indian Constitution. The relevant article is Article 87 of the Indian Constitution. I would refer to your honour to Kaul on "Practice and Procedures of Parliament". Firstly, I would draw your attention to page 148, just to refer to the fact that the language of the two articles is similar and it appears that we have borrowed this language exactly from the Indian Constitution. It says:

> "At the commencement of the first session of parliament after each general election to the *Lok Sabha* and thereafter at the commencement of the first session of every year the President addresses members of both Houses of Parliament assembled together and informs the Parliament of the causes of its summons."

Your Honour will see, Sir, it is the same language which we find in Article 56. Then, lower down on that page there are certain notes. It says:

> "Before 87(1) was amended in its present form by the Constitution First Amendment Act, 1951, the Article required the President to address both Houses assembled together at the commencement of each session. Accordingly, the President addressed each of the three sessions held in 1950 of the provisional parliament. During the third session, a question arose whether the next session might commence with the President's address or that the session be merely adjourned to meet again on Februray 5, 1951 which would obviate the necessity of the President's address. Speaker Mavalankar in this connection suggested that instead of the President addressing each session it might be provided that he would give his address at the commencement of the first session every year. The Constitution was accordingly amended with the result that now the President addresses both the Houses assembled together only at the commencement of the first session each year except in case a general election to *Lok Sabha* has taken place when on the commencement of the first session of the new *Lok Sabha* he again addresses both the Houses assembled together in the same year.

In 1957 the President addressed both Houses assembled together once on March 18, 1957 and again after the general elections to *Lok Sabha* on May 13, 1957. In 1962 also, the President addressed both the Houses assembled together once on March 12, 1962 and again after the general election to *Lok Sabha* on April 18, 1962. However, in 1967 as also in 1971 the President addressed both the Houses assembled together only once *i.e.* on March 18, 1967 and March 23, 1971 respectively as there was no session of the outgoing *Lok Sabha* after the commencement of the calendar year."

Now, Sir, a clear elucidation of this principle will be found on page 163 of the same book. It says, Sir:

"The Constitution provides for an address by the President to either House of Parliament or both Houses assembled together. The Constitution also makes incumbent upon the President to address both Houses of parliament assembled together at the commencement of the first session after each general election to the *Lok Sabha* and at the commencement of the first session of each year and inform the parliament of the causes of its summons."

Sir, I would not read this but on page 164 of the same book at the top you will see; it says:

"....Hence the Constitution was amended to provide for the President's address only at the commencement of the first session after each general election to the *Lok Sabha*..

Then, Sir, lower down you will see; it says:

....if a Legislature meets and transacts legislative business without the preliminary address by the Governor when required under Article 176, the proceedings are illegal and invalid and may be questioned in a court of law."

This is a very important statement and also this principle that any meeting of either House without the President's address to the joint sitting would be invalid, illegal and it can be questioned in a court of law. It is on page 165.

Mr. Chairman: What you have just read applies to a province.

Mr. Wasim Sajjad: It is analogous provision.

Mr. Chairman: Right, but in the provinces there may be one House. There are not many provinces in India which have two Houses.

Mr. Wasim Sajjad: Sir, this is with reference to, your [illegible] will see, the President's address to the House. I am just reading analogous provisions but a clearer principle, your honour will see, is at page 165. This is regarding fixation of date for the address. This I think will clarify the matter completely. It says:

"In the case of the first session after each general election to the *Lok Sabha,* the President addresses both Houses of Parliament assembled together after the members have made and subscribed the oath or affirmation and the Speaker has been elected. It generally takes two days to complete these preliminaries no other business is transacted till the President has addressed both Houses assembled together, then this is done in order to give precedence to the President's address overall other business. For the same reason in the case of the first session each year the President's address takes place at the time and date notified for commencement of session of both Houses of Parliament and the session of *Lok Sabha* commences half an hour after the conclusion of address when the Houses assemble in their respective chambers for the transaction of normal business. While forwarding to the Speaker the proposal regarding commencement of the first session of a new *Lok Sabha* or the first session of the year, the Minister of Parliamentary Affairs or the Leader of the House in case the Prime Minister is not the Leader of the House, also suggests the date and time at which the President may address both Houses of Parliament assembled together".

Now, what happens is that when this proposal is made then the joint sitting takes place first and half an hour after the conclusion of the address, the *Lok Sabha* meets and any transaction of business, public business without this joint sitting would be invalid and illegal and can be questioned. So, here, Sir in the context of the privilege of the Senate, it is important. It is not on any technicality as I said because without this joint sitting, the Senate has been completely denied the opportunity of expressing itself on matters of vital importance and vital decisions have taken place without this address. Sir, this address has its own importance. Under Article 56, the Constitution provides

"that time will be allotted for discussion on this address". I have already made a written request to the Secretariat that time may kindly be allotted for the discussion on the address of the President. I am making a verbal request also before your honour so that, this address can be discussed, It is of importance and during this discussion on the President's address, various suggestions will be offered, criticisms will be made, suggestions will be made to the Government and as I said this is of vital importance for the Senate. Thank you, Sir.

Mr. Ahmed Mian Soomro: Sir, my learned brother Mr. Wasim Sajjad, has dwelt in detail on this aspect, I would only just add a few words.

Mr. Chairman: Why not do it then when we reassemble after saying prayers?

Mr. Ahmed Mian Soomro: Sir, only two minutes I will take.

Mr. Chairman: Right, go ahead.

Mr. Ahmed Mian Soomro: That is Article 56(3) it is also mentioned; the President shall address both Houses assembled together and inform the *Majlis-e-Shoora* (Parliament) of the causes of its summons. Now, we only received a summons but there is no cause shown in that which also is mandatory under the Constitution and as Mr. Wasim Sajjad, Senator, has pointed out we have to look as a whole, intention of the legislature and then I am sure, your honour would probably arrive at the same conclusion to which we are trying to.

Mr. Chairman: Thank you. The House is adjourned for Maghrib prayer to meet again at 8.00 P.M.

(*The House adjourned for Maghrib prayers*).

[*The House re-assembled after the interval with Mr. Chairman (Mr. Ghulam Ishaq Khan) in the Chair*].

جناب چیئرمین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ جناب پروفیسر خورشید صاحب ۔

پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! مجھے اعتراف ہے کہ اس وقت یہ ایوان ایک بڑے ہی اہم لیکن خاصے نازک اور پیچیدہ مسئلے پر غور کر رہا ہے ۔ لیکن ہمارا فرض ہے کہ جس دستور کا ہم نے حلف اٹھایا ہے اور سینیٹ کے ارکان کی حیثیت سے جو ذمہ داری اس دستور کے تحت ہم پر عائد ہوتی ہے ہم پوری ایمانداری اور جرأت کے ساتھ جس رائے کو صحیح سمجھیں اس کا اظہار کرنے میں قطعاً باک محسوس نہ کریں ۔ اس لئے میں پورے ادب کے ساتھ یہ گزارشات آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں اور محترم وسیم سجاد صاحب نے جس مسئلے کی طرف ایوان کو متوجہ کیا ہے اس پر ہم سب ان کے مشکور ہیں کہ انہوں نے ایک ایسی کوتاہی کی طرف نشاندہی کی ہے جس سے صرف نظر ایک بہت بڑی غلطی ہوگی ۔

جناب والا! میں ان مثالوں کو نہیں دہراؤں گا جنہیں میرے محترم ساتھی وسیم سجاد صاحب نے نہایت لیاقت کے ساتھ پیش کیا ہے لیکن میں چاہوں گا کہ سب سے پہلے ہم اس بات پر غور کریں کہ آخر دستور کی اس دفعہ کو کیوں لایا گیا اور اس کا منشا کیا ہے ۔ اگر ہم ۱۹۵۶ء کے دستور کا مطالعہ کریں تو اس کی دفعہ ۵۲ میں ہمیں صرف اتنا ملتا ہے کہ صدر کو اس بات کا حق ہے کہ وہ جب چاہے اسمبلی کو ایڈریس کر سکتا ہے یا اس کو message بھیج سکتا ہے ۔ اس کے بعد اب ۱۹۷۳ء کے دستور پہ آتے ہیں اور ۱۹۷۳ء کے original دستور میں ایسی کوئی گنجائش نہیں تھی ۔ وہاں پر بھی ہمیں تقریباً وہی چیز ملتی ہے کہ یہ حق تو صدر کو ضرور ہے کہ وہ خطاب کر سکے لیکن اس کی کوئی obligation نہیں قرار دی گئی تھی اس میں ترمیم ہوئی ہے اور یہ ترمیم مارچ ۱۹۸۵ء میں کی گئی ہے اور اس ترمیم کے ذریعے اس میں اس امر کا اضافہ کیا گیا ہے اور یہاں بھی یہ بڑی اہم بات ہے کہ اولین جو ترمیم ہوئی تھی اس میں یہ تھا ۔

At the commencement of each session, of the *Majlis-e-Shoora* (Parliament), the President shall address both Houses assembled together and inform the *Majlis-e-Shoora* (Parliament) of the causes of its summons.

پھر اس میں بھی ترمیم ہوئی اور اس کی ترمیم کے بعد پھر اب ہمارے پاس وہ دستور کی شکل ہے جس کو اس وقت آپ کے سامنے پڑھا گیا ہے اس لئے میں سب سے پہلے آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ آرٹیکل نمبر ۵۶ میں دراصل تین

چیزیں provide کی گئی ہیں پہلی یہ کہ President may address
یہ اس کی ایک اختیاری چیز ہے وہ چاہے کرے یا چاہے نہ کرے۔ اور
دنیا کے بیشتر دساتیر کے اندر یہ چیز ہمیں ملتی ہے دوسری چیز یہ ہے کہ وہ message
بھیج سکتا ہے یہ بھی ہمیں دنیا کے بیشتر دساتیر میں ملتا ہے حتیٰ کہ صدارتی نظام حکومت میں
بھی اس بارے میں کوئی تفریق نہیں ہے اس طرف بھی آپ کی توجہ مبذول کراؤں گا
کہ اگر دنیا کے دساتیر کا آپ تجزیہ کریں تو آپ یہ پائیں گے کہ بالعموم صدارتی دساتیر کے
اندر صرف یہ ہوتا ہے کہ صدر پیغام بھیجتا ہے اور خاص مواقع پر وہ خطاب کر سکتا ہے
لیکن چونکہ وہ پارلیمنٹ کا حصہ نہیں ہوتا۔ اس لئے اس کی تقریر پارلیمنٹ کی proceedings
کا حصہ نہیں بنتی۔ لیکن دنیا کے بیشتر پارلیمانی دساتیر کے اندر یہ بات درج
کی گئی ہے کہ صدر خطاب کر سکتا ہے لیکن ہمارے دستور میں ہندوستان کے دستور
میں، نیوزی لینڈ اور آسٹریلیا کے دستور میں ان سے آگے بڑھ کر ایک اور بھی چیز
create کی گئی ہے اور وہ ہے اس کی تحریک obligation
اور وہ یہ ہے۔

At the commencement of the first session of each general election to the National Assembly and at the commencement of the first session of each year, the President shall address both Houses assembled together and inform the *Majlis-e-Shoora* (Parliament) of the causes of its summons.

میں چاہتا ہوں کہ اس کا چوتھا سیکشن بھی پڑھ لیا جائے جو اس سے بڑا مربوط ہے۔

Provisions shall be made in the rules for regulating the procedure of a House and the conduct of its business for the allotment of time for discussion on the matters referred to in the address of the President.

دراصل ان دونوں کو ہمیں ساتھ لینا پڑے گا اور یہیں میں آپ سے بات کہنا چاہتا
ہوں کہ پارلیمانی نظام میں، ایگزیکٹو پارلیمنٹ کا ایک حصہ ہوتی ہے اور پارلیمنٹ کے سامنے
جوابدہ ہوتی ہے اور دستور وہ مواقع پیدا کرتا ہے جس سے ایگزیکٹو کا ذہن پارلیمنٹ کے
سامنے آسکے اور پارلیمنٹ اس کے اوپر react کر سکے۔ اور ان دونوں
کی interaction سے پالیسی بنے یہ دراصل ایک پارلیمانی نظام کی روح
ہے اس بنا پر آپ دیکھیں گے کہ برٹش پارلیمنٹ میں یہ روایت ہے اور یہ آج وہاں کے دستور

[Prof. Khurshid Ahmad]

کا حصہ ہے کہ پارلیمنٹ کا ہر سیشن Queen کی speech سے شروع ہوتا ہے اور Queen کی speech وہ خود نہیں لکھتی یہ کیبنٹ لکھتی ہے اور اس کے بعد پھر vote of thanks کے انداز میں اس کے اوپر تنقید ہوتی ہے یہ بات بھی تمام پارلیمانی نظام میں واضح ہے کہ اس کے تین functions ہیں۔ میرے پاس پورے evidence موجود ہیں بالعموم اس میں درپیش اہم domestic اور foreign مسائل کے بارے میں رائے ظاہر کی جاتی ہے اس کی حقیقت ایک generalized ہے۔ دوسری چیز اس تقریر کے ذریعے سے جو پالیسی کیبنٹ اختیار کرنا چاہتی ہے مختلف ایشوز کے اوپر، اس کے خدوخال واضح کئے جاتے ہیں۔ اور تیسری چیز جو لیجسلیشن گورنمنٹ سال رواں میں یا اس سیشن میں لانا چاہتی ہے اسے بیان کیا جاتا ہے یہ تین چیزیں ہیں جو اس speech میں بالعموم کی جاتی ہیں اسی پر برطانوی روایت مبنی ہے اور اسی کے اوپر انڈین روایت مبنی ہے۔

جناب والا! میں اس موقع پر آپ کو یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ یہ اتنا اہم اور نازک معاملہ ہے کہ اگر vote of thanks کے سلسلے میں کسی تنقیدی نقاط کے اوپر حکومت کو شکست

ہو جاتی ہے اگر اس میں امنڈمنٹ منظور کر لی جائے تو اسے ووٹ آف نو کانفیڈنس سمجھا جاتا ہے۔ ۱۹۲۴ء میں بولٹن گورنمنٹ میں انگلستان کے کنگ کی سپیچ میں ایک ترمیم منظور ہونے پر اسے ووٹ آف نو کانفیڈیشن شمار کیا گیا جس کے نتیجے میں وہ حکومت مستعفی ہو گئی۔ ۱۹۶۴ء میں مسز بندرانائیکے سری لنکا میں بعینہٖ اسی بنیاد پر کہ پریذیڈنٹ ایڈریس میں امنڈمنٹ آئی اور وہ اختلافی تھی جو کہ پاس ہو گئی اور اسے ووٹ آف نو کانفیڈنس شمار کیا گیا اور اس پر حکومت فیل ہو گئی۔ یہ بات میں نے اس لئے عرض کی ہے کہ ڈکشن اور اپر وول ایوان کا حق ہے یہ مسئلہ بہت نازک ہے۔ اس لئے کہ اس طرح مالی معاملات پر اظہار کرنے سے سینیٹ کو روک دیا گیا ہے۔ اس پابندی کے بعد فنانشل بل پر سینیٹ کے لئے اظہار خیال کا راستہ بند ہو گیا ہے اس کے صرف دو راستے ہیں۔ پہلا راستہ پریذیڈنٹ کا ایڈریس اور دوسرا راستہ سینیٹ کی کمیٹی ہے کہ وہ اسے ایگزامن کر سکتی ہے اور اپنے خیالات کا اظہار کر سکتی ہے۔

جناب والا! اگر اس اہم مسئلہ کو deny کر دیا جائے تو یہ بہت بڑی چیز ہوگی۔ انڈیا کے آئین کی دفعہ آپ کے سامنے پیش کی جا چکی ہے۔ میں انڈیا کے دستور کی جو معتبر ترین تشریح ہے۔ وہ آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ وہ اس دفعہ پر بحث کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

"While Article 87(I) makes it obligatory upon the President to make opening address to Parliament".

The present clause enables him to address the Parliament either House or both Houses at any time and for any purpose.

آگے چل کر پھر لکھتا ہے۔

"The President's speech will be the first authoritative pronouncement of the policy of the Government both domestic and foreign after each general election and also at the commencement of the first session of each year which is usually the budget session."

یہ بڑا کلیئر انجنکشن ہے اس بات کا دراصل اس کے ذریعے سے یہ موقع فراہم کرنا ہے کہ بجٹ کے آنے سے بھی پہلے پارلیمنٹ معاشی معاملات مالی معاملات، ڈومیسٹک ایشو پر اپنا ذہن ایگزیکٹو کے سامنے لے آئے اور اس کی روشنی میں ایگزیکٹو بجٹ بنانے کا کام کرے وہ یہ بھی کہتا ہے۔

"No public business can be taken up by the House untill the session is opened by the President and the causes of its summons are declared".

یہ دونوں چیزیں بڑی اہم ہیں۔ تقریباً تمام پارلیمانی پریکٹس کی کتابیں اس پر متفق ہیں کہ کوئی دوسرا بزنس کنڈکٹ نہیں کیا جائے گا۔ اگر پارلیمنٹ وجود میں ہے اور اگر نیا الیکشن ہوا ہے تو صرف حلف لینا اور سپیکر کا انتخاب۔ اس کے علاوہ کوئی اور بزنس نہیں ہوگا۔ پریذیڈنٹ کا ایڈریس کرنا ضروری ہے۔ دوسرے احمد میاں سومرو صاحب نے بھی اس طرف متوجہ کیا ہے کہ یہ بھی ایک آئینی اعتراض ہے

President shall inform of the causes of summoning the Parliament.

اور یہ اس ایڈریس کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ باقی سارا جو کام ہے وہ غیر قانونی ہوگا جب تک کہ یہ ضرورت پوری نہ کر دی جائے اس سلسلے میں کیس لاء جو ہمارے سامنے آیا ہے، وہ کلکتہ کا کیس ہے۔ میں نے پورا ججمنٹ نہیں پڑھا لیکن ان کتابوں میں اس کے جو حصے پیش کئے گئے ہیں۔ اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ جس بنیاد پر عدالت نے

[Prof. Khurshid Ahmad]

فیصلہ دیا۔ وہ یہ تھا کہ چونکہ صوبائی اسمبلی کے افتتاح کے لئے گورنر کا ایڈریس ضروری تھا۔ اسی طرح جس طرح فیڈرل پارلیمنٹ کے افتتاح کے لئے پریذیڈنٹ کا خطاب ضروری ہے اور یہ کام نہیں ہوا۔ اس لئے اس کے بغیر جو کام اسمبلی نے کیا وہ غیر قانونی ہے۔ اگر یہ دلیل صحیح ہے تو جس طرح یہ صوبوں کے لئے صادق آتی ہے اسی طرح یہ مرکز کے لئے بھی صادق آتی ہے۔

جناب والا! اس کے ساتھ ساتھ میں آپ کی توجہ بروہی صاحب کی طرف بھی دلاؤں گا۔ ۱۹۵۶ء کے دستور پر جو ان کی کتاب ہے۔ بروہی صاحب نے بھی اس پر اپنی رائے کا اظہار کیا ہے اور اسی آرٹیکل کا پاکستان کی اسی نوع کی آرٹیکل کے ساتھ مقابلہ کرتے ہوئے وہ کہتے ہیں۔

"Under Article 87 it is obligatory for the Indian President at the commencement of the first session of the general election to the House of people and at the commencement of the first session of each year to address both the Houses of Parliament assembled together, whereas under Article 86 the matter is optional."

ایک انڈین اتھارٹی اور ایک پاکستانی اتھارٹی constitutional law میں نے آپ کے سامنے پیش کی جو اس بات پر متفق ہیں کہ دستور کی یہ پروویژن mandatory ہے یہ optional نہیں۔ میں ایک اور چیز کی طرف آپ کو متوجہ کرنا چاہوں گا یہ دیکھئے کہ پارلیمنٹ کے اس سیشن کو ایک unique سیشن مانا جاتا ہے۔ اگر جوائنٹ سٹنگ ہے تو دستور کے تحت، قواعد کے تحت، جائنٹ سٹنگ کو نیشنل اسمبلی کا سپیکر چیئر کرتا ہے۔ انڈیا میں لوک سبھا کا پریذیڈنٹ چیئر کرتا ہے۔ لیکن پریذیڈنٹ ایڈریس کو کوئی preside نہیں کرتا۔ حتیٰ کہ پریذیڈنٹ بھی اسے preside نہیں کرتا سارا قانون آپ پڑھ لیجئے وہ صرف اس کو کنٹرول اور conduct کرتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس موقع پر کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔ کوئی اور بزنس نہیں ہو سکتا۔ صرف اسے کنڈکٹ کرنے کا اختیار دیا گیا ہے تاکہ ہاؤس کا ڈیکورم maintain ہو۔ اگر آپ اس کی شہادت چاہتے تو Kaul کی کتاب میں بھی یہ چیز بالکل واضح کہی گئی ہے۔ دوسرے تمام مقامات پر بھی یہ چیز موجود ہے کہ پریذیڈنٹ صرف اس کو conduct کرتا

ہے preside نہیں کرتا۔ میں Kaul کی کتاب سے صفحہ ۴۹ پڑھ رہا ہوں۔

> "Although the President is incharge of the proceedings neither he nor the Chairman of *Rajhia Sabha* nor the Speaker nor any other person can be said to preside at the meeting of the members of the two Houses assembled together for his address under the said article."

اس پر تمام اتھارٹیز متفق ہیں یہ دراصل ایک سپیشل سیشن ہے اور سپیشل سیشن کا مقصد ہی یہ ہے کہ اس سے ہر سال کا آغاز ہو اور اس کے بعد پھر سینیٹ اور نیشنل اسمبلی اپنے اپنے جداگانہ سیشن کریں برطانیہ میں یہ کام بڑے طمطراق کے ساتھ ہوتا ہے۔ بڑے طمطراق سے ملکہ آتی ہے اور پھر وہ ہاؤس آف لارڈز میں جاتی ہے اور پھر خصوصیت سے ہاؤس آف کامنز کے لوگوں کو بلایا جاتا ہے۔ ہندوستان میں یہ تمام چیزیں نہیں ہیں۔ لیکن بنیادی ہدایت وہی ہے۔ جناب والا! میں عرض کروں گا کہ ہندوستان کی پریکٹس اور آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ کی پریکٹس، دنیا کے دوسرے ممالک کی جہاں پارلیمانی نظام رائج ہے۔ پریکٹس یہی ہے اور یہ دلیل کہ ہمارے ۵۶ء کے دستور میں یہ نہیں تھا۔ ۱۹۷۳ء کے دستور میں یہ نہیں تھا۔ ۱۹۸۶ء کے دستور میں خاص طور پر اس کو لایا گیا جو intent of the Legislature کو ظاہر کر رہا ہے اور over and above اس اختیار کے جو سب کلاز (۱) میں پریذیڈنٹ کو حاصل تھا اب یہ اس کے لئے obligatory ہے۔ ایک obligation کو پورا نہ کرنا اور اس کے نتیجے میں دونوں ایوانوں کا صحیح کام کا آغاز نہ ہو پانا، بجٹ سے پہلے ان معاملات پر پارلیمنٹ کا اپنی آراء کا اظہار نہ کرنا یہ اتنا بڑا lapse ہے جیسا کہ ابھی Kaul کی کتاب سے بتایا گیا کہ یہ پرائمری ذمہ داری دراصل وزارت انصاف اور پارلیمانی امور کی ہے جب وہ نقشہ بناتی ہے کسی بھی سیشن کو بلانے کا تو ضروری ہے کہ اگر سال کا پہلا سیشن ہو تو وہ پہلے اس سیشن کے وقت کو provide کرے اور پھر اس کے جلو میں ایک الگ الگ سیشن، سینیٹ اور نیشنل اسمبلی کے بلائے جائیں میں ریپیٹ نہیں کر رہا ہوں کیونکہ وسیم سجاد صاحب اس کے متعلق کول کی کتاب سے ریفرنس دے چکے ہیں وہاں یہ بات بالکل کلیئر ہے کہ لیڈر آف دی ہاؤس یا پارلیمانی آفیئرز کا یہ کام ہے کہ اس کام کو انجام دے یہ ان کا failure ہے جس کے نتیجے کے طور پر یہ صورت حال پیدا ہوئی۔

[Prof. Khurshid Ahmad]

جناب والا! اس سلسلے میں، میں آپ کو چند اور اہم کتابوں کی طرف متوجہ کروں گا۔ مکرجی کی کتاب ہے "پارلیمنٹری پروسیجرز ان انڈیا" اس کے آپ صفحہ ۵۶ پر دیکھئے۔

"The first session of the Legislature in each year is opened by the Executive Head of the State by a speech informing the legislature of the causes of its summons. In the legislatures which have two Houses, the Executive Head of the State addresses the two Houses assembled together."

اس کے بعد یہ ہے کہ اگر نئی بنی ہے جسے میں ریپیٹ نہیں کر رہا ہوں۔ اس کا دوسرا حصہ یہ ہے۔

"The provision of the opening of the Legislature by the Executive Head of the State has been taken from the practice obtaining in Britain where the sovereign opens the parliament annually with a speech. In some of the Commonwealth countries the old form and procedure continues, etc., etc. It has been held by the Calcutta High Court that the provision for the opening of the legislature by the Head of State is mandatory and any proceedings of any legislature without such formal opening would be illegal and invalid and may be questioned in a court of law."

جناب والا! آپ نے اس سے پہلے میں سمجھتا ہوں کہ بجا طور پر یہ بات کہی تھی کہ جب آپ حضرات ساری باتیں ہماری سامنے لاتے ہیں اور پارلیمانی روایات پیش کرتے ہیں تو اسلامی روایات نہیں لاتے ہیں۔ حالانکہ ہم نے شوریٰ کے نظام کو قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے اس لئے ہمیں اپنی روایات کو بھی دیکھنا چاہیئے۔ میں نے مغرب کی پارلیمانی روایات صرف اس لئے آپ کے سامنے رکھی ہیں کہ یہ نظام کم و بیش اسی نظام پر چل رہا ہے لیکن میں آپ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ مسلمانوں کی تاریخ میں جمعہ کا خطبہ، عیدین کے خطبے اور حج کا خطبہ، یہ تینوں institutions ہیں ان کی حیثیت صرف عبادت کی نہیں بلکہ ان مواقع پر سربراہ مملکت یا اس کا نمائندہ عوام کے سامنے اپنی پالیسی کو پیش کرتا ہے، ملک کے حالات پر گفتگو کرتا ہے اور ہمیں یہ نظر آتا ہے کہ دور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں مسجد نبوی میں حضور صلی اللہ علیہ اپنے جمعہ کے خطبوں میں، ان چیزوں کو بیان کرتے ہیں اور متعلقہ مسائل، جن میں سیاسی مسائل بھی ہیں حتیٰ کہ کسی فرد کا بلا جرم ثابت کئے گرفتار کیا جانا، اسی خطبہ کے دوران ان مسائل کو اٹھایا جاتا ہے آپ توقف فرما کر کو توال کو موقع دیتے ہیں کہ اگر وہ وضاحت کر سکتا ہے تو کرے

اور اگر وضاحت نہیں آتی ہے تو پھر اسے چھوڑنے کا حکم دیا جاتا ہے۔

پولٹیکل تھیوری میں، احکام سلطانیہ میں ماوردی نے یہ بات لکھی ہے کہ جمعہ کا خطبہ، عیدین کا خطبہ اور حج کا خطبہ یہ خلیفہ کی ذمہ داریوں میں سے ہے۔ اور سمبل ہیں، اس کی پاورز کے۔ اسی چیز کو امام ابن تیمیہ نے سیاست شرعیہ میں اس طریقے سے بیان کیا ہے کہ چونکہ خلیفہ کی اولین ذمہ داری یہ ہے کہ وہ نماز قائم کرے اس لئے جمعہ کا خطبہ، عیدین کے خطبے اور حج کا خطبہ، اور حج کے خطبے میں بھی آپ یہ بات سامنے رکھیں کہ ہمیشہ یہ خطبہ خلیفہ دیتا تھا یا خلیفہ کا نمائندہ دیتا تھا اور یہ روایت آج تک چل رہی ہے۔ contemporary historians میں ڈاکٹر ابن حسن صدیقی نے اس پر اپنی دو کتابوں میں بحث کی ہے اس کے بارے میں بتایا ہے کہ ان کی حیثیت جہاں مذہبی عبادات کی ہے وہاں وہی حیثیت اسلام میں ان کی پولٹیکل انسٹیٹیوشن کی ہے۔

جناب والا! اس کے ساتھ ساتھ میں ایک اور نکتہ کی بھی وضاحت کرنا چاہوں گا۔ اور وہ یہ ہے کہ Law of privileges کے متعلق پچھلے پانچ سو سال کا مطالعہ کیا جائے تو ہمیں اس میں چند بڑے رجحانات نظر آتے ہیں۔ پہلا رجحان یہ نظر آتا ہے کہ ابتداء میں تو دراصل ایگزیکٹو اور پارلیمنٹ کے تصادم، اور پارلیمنٹ کے ارکان کی آزادی اور مواقع کو محفوظ رکھنے کے لئے یہ سارے کا سارا کام شروع ہوا لیکن آہستہ آہستہ اس میں یہ چیز بھی شامل ہوئی کہ parliament as an institution یا parliament as a body اگر ان کے کام کرنے کے مواقع میں کوئی چیز رکاوٹ ڈال رہی ہے تو یہ بھی اس کے پرولیجز کو مجروح کرنے کے مترادف ہے اسی طریقے سے پارلیمنٹ کی جو بنیادی ذمہ داریاں ہیں یعنی یہ بات کہ وہ اپنے رولز اینڈ ریگولیشنز کو بنائے۔ اگر کوئی کورٹ یا کوئی بیرونی ادارہ اس میں مداخلت کرتا ہے تو یہ گویا کہ پارلیمنٹ کا جو دستوری function ہے وہ اس کے انجام دینے میں رکاوٹ ڈال رہا ہے تو یہ بھی ایک infringement of privileges ہے۔ اس پورے کیس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یہ مسئلہ محض ممبر کے individual privileges کا نہیں بلکہ ادارے کا بھی ہے اس پر انحصار کرتے ہوئے میں یہ بات کہوں گا کہ دستور کی حفاظت کی ذمہ داری عدلیہ پر ہے، پارلیمنٹ پر ہے، ایگزیکٹو پر ہے اور احتساب کا نظام بھی تینوں کے لئے موجود ہے کہ اگر کسی سے کہیں نہ کہیں کوئی فروگذاشت

ہوجاتی ہے تو اس کا محاسبہ کیا جا سکتا ہے۔ اس پہلو سے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سینٹ کے جو functions ہیں پارلیمنٹ کے جو functions ہیں اس دستور کے تحت اگر کسی وجہ سے ان کی بجاآوری میں کوئی چیز رکاوٹ بن رہی ہے، چاہے بدنیتی سے یا غلطی سے، تب یہ ہاؤس کے پریویلجز کو مجروح کرتا ہے اگر یہ صحیح ہے تو پھر خواہ کتنی نیک نیتی سے یا محض تساہل کی بناء پر یہ بات ہوئی، لیکن یہ حقیقت ہے کہ اپنے فرائض کی انجام دہی میں کوتاہی ہوئی ہے محض اس بناء پر کہ صحیح وقت پر پریذیڈنٹ کا ایڈریس نہیں ہوا، اگر یہ کسی عدالت میں چیلنج کیا جائے کہ جس طرح آپ کا بجٹ پاس ہوا ہے وہ صحیح نہیں اس لئے کہ بجٹ سے پہلے پریذیڈنٹ کا ایڈریس ہوجانا چاہیئے تھا اس کے بعد بجٹ کا باقاعدہ اجلاس شروع ہونا چاہیئے تھا۔ اس نتیجے کے طور پر بجٹ بلا اتھارٹی پاس کیا گیا اس سے پوری قوم متاثر ہوئی ہے۔

یہ سینٹ بھی جیسے میں نے عرض کیا اپنے کچھ بڑے فرائض انجام نہیں دے سکا اس بنا پر کہ صحیح وقت پر صدر کا خطاب نہیں ہوا۔ بلاشبہ آپ کے لئے بڑا مشکل ہوگا کہ فیصلہ کرتے وقت اس کے consequences کو ملحوظ نہ رکھیں لیکن میں ساتھ ہی یہ بات بھی کہنا چاہتا ہوں کہ اس violation کی بنا پر جو غلط روایت قائم ہوئی ہے اس کی بنا پر اس ایوان کو بلکہ دونوں ایوانوں کو جو محرومی ہوتی ہے، یہ کوئی معمولی چیز نہیں ہے۔ اس لئے میں آپ سے درخواست کروں گا کہ اس مسئلہ کا فیصلہ کرتے وقت اس مسئلہ کی نزاکت کو بھی دیکھ لیں لیکن ساتھ ساتھ اس ایوان کے حقوق کو بھی دیکھیں اس لئے کہ نہ اس اجلاس کو سمن کرنے کے وجوہ بتائے گئے اور نہ پریذیڈنٹ کے ایڈریس نہ کرسکنے کی بنا پر حکومت کی پالیسی سامنے آسکی ہے۔ ضمناً میں یہ بھی عرض کردوں کہ پارلیمانی نظام ہونے کی وجہ سے ہمارے ہاں بھی صدر کے ایڈریس میں کیبنٹ کی پالیسی کو outline کرنا ضروری ہوتا ہے۔ انڈیا میں ایک مرتبہ یہ مسئلہ اٹھا تھا۔ پنڈت نہرو نے جو اس وقت کے وزیراعظم تھے یہ بات کہی تھی کہ صدر کی تقریر سے پہلے ہمیں بہت کام کرنا پڑتا ہے ایسا نہیں ہے کہ صرف یہ چھ گھوڑوں کی سواری ہے بلکہ اس سے پہلے ہمیں اپنی پالیسی تیار کرکے کیبنٹ کے سامنے پیش کرنا پڑتی ہے۔

جناب چیئرمین! دراصل ہمارے ہاں یہ کام نہیں ہو رہا ہے حالانکہ پارلیمانی اداروں

کا مقصد ہی یہ ہے کہ بروقت کیبنٹ اپنی پالیسی بنائے، ان خیالات کو پریذیڈنٹ کی تقریر
میں مرتب کیا جائے اور پھر اسے پارلیمنٹ کے سامنے لایا جائے اور پھر پارلیمنٹ اس
کے اوپر گفتگو کرے اور پھر بجٹ آئے اس طرح سے دراصل پارلیمنٹ اور ایگزیکٹو کے درمیان
interaction ہے اور یہ interaction نہیں ہو رہا ہے اس لئے صحیح
طریقے سے process نہیں ہو پا رہا ہے۔ اب چاہے اس کی وجہ یہ ہو کہ ان حضرات
نے جو دستوری ترامیم ہوئی تھیں ان کے consequences کو محسوس نہیں
کیا یا ابھی تک مارشل لاء کی فضا میں رہا جا رہا ہے لیکن یہ ایک بنیادی
infringement آئین کا جو ہوا ہے اور جس سے اس ایوان کا استحقاق مجروح
ہوا ہے اور اس کی تلافی لازماً ہونی چاہیئے۔ شکریہ!

Mr. Chairman: Thank you. I am glad that the Attorney General is also here. I do not know whether he is ready to respond to all the points discussed and debated before? If not, I think we can continue this debate for another day—tomorrow or day after tomorrow, whenever he feels that he will be ready to answer all the points that have been raised. After that I will request the Minister for Justice and Parliamentary Affairs also to give his point of view and try to answer all the points that have been raised before I can come to any conclusion or judgement. When we expect to hear you?

Aziz A. Munshi (Attorney General): Tomorrow Sir.

Mr. Chairman: Mr. Iqbal Ahmad Khan Sahib.

Mr. Iqbal Ahmad Khan: Right Sir.

Mr. Chairman: Then I think we would continue this debate again tomorrow.

(Pause)

Mr. Chairman: Then we take up the next motion. This was standing in the name of Maulana Kausar Niazi but he has just requested that he has another engagement and he has asked for leave to attend that engagement. So, I think, this also will have to be postponed.

میرداد خیل صاحب آپ کی تحریک استحقاق ابھی ابھی مجھے ملی ہے، میں نے دیکھی نہیں ہے لیکن اگر آپ اس کو پیش کرنا چاہئیں تو بے شک پیش کر دیں۔

PRIVILEGE MOTION; *RE*: FAILURE OF THE GOVERNMENT TO IMPLEMENT THE RESOLUTION TO COMMEMORATE YOM-E-KHANDAQ INSTEAD OF MAY DAY

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: میں تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں کہ سینیٹ کے پانچویں سیشن میں مورخہ ۹۔ فروری ۱۹۸۶ء کو اجلاس نے متفقہ طور پر میری ایک قرارداد منظور فرمائی تھی جس میں یہ سفارش کی گئی تھی کہ پاکستان میں یوم مئی کی بجائے یوم خندق کو محنت کشوں کے دن کے طور پر منایا جائے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی سفارش کی گئی تھی کہ پاکستان اپنے برادر مسلم ممالک کو بھی سفارش کرے گا کہ اگر ممکن ہو تو وہ بھی اپنے ہاں یوم مئی کی بجائے یوم خندق کو "محنت کشوں کے دن" کے طور پر منائیں۔ آج اس قرارداد کو پاس ہوئے تقریباً ۵ مہینے ہو چکے ہیں مگر اس کے بارے میں نہ تو حکومت نے کسی قسم کا ردعمل ظاہر کیا ہے اور نہ ہی برادر مسلم ممالک کے رویے کے بارے میں کچھ معلومات سامنے آئی ہیں۔ سینیٹ کی پاس کردہ اس قرارداد پر ۵ مہینے سے زیادہ عرصہ گزرنے کے باوجود حکومت کی طرف سے کسی قسم کا غور نہ کرنے سے میرا بلکہ پورے معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا میں تحریک کرتا ہوں کہ ایوان اس پر غور کرے۔

Mr. Chairman: Is it being opposed?

Mr. Sartaj Aziz: Opposed.

جناب چیئرمین: جناب میرداد خیل صاحب، تشریح اگر آپ کرنا چاہتے ہیں تو کر دیں۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ اس یوم مئی کے ختم کرنے کے باوجود اس سال صد سالہ تقریبات منائی گئیں اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس ملک میں اسلام کے ہر نقطہ نگاہ سے اس کو منائیں اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس ملک میں ہمارا اٹھنا بیٹھنا اسلامی تعلیمات کے مطابق ہو یوم خندق کی مناسبت اس لئے بھی بہت اہم ہے کہ اس دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس جنگ خندق میں حصہ لیا تھا اور مزدور کی محنت کو عظمت بخشی تھی۔ لہٰذا اس کی مناسبت سے اور اس کی محبت اور عقیدت کی بنا پر ہم یہ دن منائیں اور اس میں آپ کا بھی یہ ارشاد گرامی تھا اور آپ کی بھی یہ رائے شامل تھی

کہ جس طرح ریڈ کراس کا نام تبدیل کر کے ہلال احمر رکھا جا سکتا ہے یوم مئی کا دن بھی تبدیل کیا جا سکتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس میں نہ صرف میرا استحقاق مجروح ہوا ہے بلکہ اس ایوان کا مجروح ہوا ہے بلکہ جناب چیئرمین آپ کا بھی استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا اس پر بھی غور کیا جائے۔

جناب چیئرمین: شکریہ! جناب سرتاج عزیز صاحب۔

جناب سرتاج عزیز: جناب چیئرمین! سب سے پہلے میں یہ تصحیح پیش کرنا چاہتا ہوں کہ تحریک استحقاق میں جو بیان کیا گیا ہے کہ پاکستان میں یوم مئی کی بجائے یوم خندق کو محنت کشوں کے دن کے طور پر منایا جائے گا۔ یہ اس موشن سے مطابقت نہیں رکھتا جو کہ ایوان میں درحقیقت پاس کیا گیا تھا جو میرداد خیل صاحب نے اوریجنل موشن پیش کی تھی اس میں تو یہ تجویز تھی لیکن جو ہاؤس نے پاس کیا تھا میرے پاس اس کا انگریزی متن موجود ہے وہ میں پڑھ کر پیش کرتا ہوں۔

'This House is of the opinion that to commemorate the dignity of labour, the date on which the Holy Prophet participated in person in the digging of trenches on the occasion of the battle of *'Khandaq'* be celebrated as a dignity of labour day and recommends to the OIC that this day to be called *'Youm-i-Khandaq'* be celebrated at the *Ummah* level throughout the entire Muslim world as a dignity of labour day every year as distinct from the May day which may continue to be celebrated as at present if individual countries so wish

اول تو یہ تصحیح ضروری ہے۔ دوئم میں معزز سینیٹر کو یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ان کا یہ مفروضہ کہ اس پر کوئی غور نہیں ہوا یا عمل نہیں ہوا۔ یہ صحیح نہیں ہے جیسا کہ اس ریزولیوشن میں کہا گیا تھا کہ یہ یوم خندق جو ہے یہ ہم او آئی سی کو ریکومنڈ کریں کہ وہ تمام اسلامی دنیا میں اس کو یکساں طور پر منائیں تو اس سلسلے میں لیبر ڈویژن نے یہ ریزولیوشن منسٹری آف فارن افیئرز کو بھیج دیا ہے کہ وہ او آئی سی کو کنسلٹ کر کے اس سلسلے میں ان کی رائے معلوم کرے اور یہ دیکھے کہ کس طریقے سے یہ پیغام تمام اسلامی ممالک میں پہنچایا جا سکتا ہے تو چونکہ یہ صرف پاکستان کا اپنا مسئلہ نہیں تھا کہ صرف وہ اس کا پروگرام بنائے بلکہ وہ تمام مسلم امہ سے متفقہ طور پر اس پر ایکشن کرانا تھا۔ اس لئے جو وقفہ تھا وہ اس کے لئے کافی نہیں تھا لیکن اس پر غور ہو رہا ہے اور انشاء اللہ اگلے سال جو یوم خندق آئے گا، اس

تک اس پر کوئی نہ کوئی عمل شروع ہو چکا ہوگا۔ اور جہاں تک اس دن کو منانے کا ہمارا اپنا تعلق ہے اس کے لئے پروگرام مرتب کیا جائے گا تاکہ اس موشن کا جو مقصد ہے وہ انشاءاللہ پورا ہو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس وقت dignity of labour کو بلند کرنے کا جو عمل تھا وہ قوم کے سامنے پیش کیا جا سکے۔ اس لئے میں امید کرتا ہوں کہ اس سے یقین دہانی ہو جائے گی، جہاں تک ریزولیوشن کا تعلق ہے اس پر غور ہو رہا ہے باقی ممالک سے رابطہ قائم کیا جا رہا ہے اور انشاءاللہ اس پر عملدرآمد ہو سکے گا۔ اس لئے میں امید کرتا ہوں کہ معزز رکن اس پر زور نہیں دیں گے۔

جناب چیئرمین: شکریہ! جناب میرداد خیل صاحب۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: جناب والا! وزیر صاحب نے پوری وضاحت قوم کے سامنے رکھ دی ہے اور پورے پاکستان کے محنت کش اس تجویز کا خیر مقدم کرتے ہیں اور انشاءاللہ ہمارا ابھی حکومت کے ساتھ نیک کاموں میں اچھا تعاون رہے گا۔ اگر یہ واقعی مخلص ہے یہ نہ ہو کہ "لما تقولون مالا تفعلون" والی بات ہو لہٰذا میں مشکور رہوں کہ یہ اس پر عمل کریں گے اور میں آپ کا بھی مشکور ہوں کہ آپ نے اس میں ذاتی طور پر سفارشات کی ہیں زور نہیں دیتا ہوں بلکہ اصرار بھی نہیں کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: شکریہ، تحریک پر اصرار نہیں کیا جا رہا۔ تحاریک التوا ایک مولانا کوثر نیازی صاحب کے نام پر ہے اس کو تو پھر ملتوی کرنا پڑے گا، دوسرا جناب عبدالرحیم میرداد خیل صاحب کی ہے نمبر ۲۵۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ روزنامہ مشرق کوئٹہ میں مورخہ، امئی کو یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ ریلوے ہسپتال میں مریضہ کی عزت لوٹ لی گئی۔۔۔۔ (مداخلت)

جناب چیئرمین: وہ اور ہے۔ ۲۵ نمبر اس سے پہلے ہے۔

ADJOURNMENT MOTION; *RE*: CONVERSION OF 20,000 MUSLIMS TO CHRISTIANS IN PAKISTAN ACCORDING TO A REPORT PUBLISHED IN A FOREIGN MEGAZINE

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: روزنامہ جسارت کراچی ۸ رمئی ۱۹۸۶ء میں یہ خبر نمایاں طور پر شائع ہوئی ہے کہ پاکستان میں ۲۰ ہزار مسلمان عیسائی ہو گئے، یہ بہت اہم مسئلہ ہے لہٰذا

ایوان اس پر غور فرمائے۔

Mr. Chairman: Is it being opposed?

Mir Haji Tareen: Yes, Sir.

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: جناب والا! کینیڈا سے نکلنے والے ایک عیسائی مذہبی جریدے نے یہ دعوےٰ کیا ہے، کہ چرچ کے ایک رہنما کے حالیہ دورہ پاکستان کے موقع پر ۲۰ ہزار مسلمان عیسائی ہو گئے۔ جریدے نے دنیا بھر کے مسلمانوں کو دعوت دی ہے کہ وہ مسلمانوں کو عیسائی بنانے کے لئے ایک نیا جہاد شروع کر دیں، اگر واقعی یہ خبر صحیح ہے تو بہت ہی تشویشناک اور المناک ہے اور خصوصاً یہ مذہبی امور کی وزارت سے متعلق ہے کہ اس نے اس سلسلے میں کیا اقدامات کئے ہیں؟ جبکہ یہ حکومت نہایت چابکدستی کے ساتھ اسلام کی نام لیوا ہے اور کام کر رہی ہے لیکن حالات ایسے ہیں کہ ایک عیسائی جریدے نے مذکورہ دعویٰ کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں اسی طرح قادیانیوں کے مسائل ہیں۔ قادیانی کھلم کھلا مسلمانوں کی طرح مساجد بناتے ہیں، اسی طرح اذانیں دیتے ہیں، اور اسی طرح وہ نمازیں پڑھتے ہیں؟ جبکہ قادیانی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے رستے سے انحراف کرتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس اسلامی ملک میں رہتے ہوئے ہر ایک چیز پر گرفت ہونی چاہیئے اور اس کے لئے مثبت اقدام کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ، جناب حاجی ترین صاحب۔

میر حاجی ترین: جناب والا! اس سے قبل کہ میں اس تحریک التوا کو ٹیکنیکل گراؤنڈ پر آپ سے درخواست کروں کہ ڈراپ کر دیں۔ حقیقت میں ان کے جو بیانات ہیں اور جو یہ موشن ہے وہ کراچی کے ۸ مئی کے جسارت میں ہارویسٹ ٹائم میسنجر کینیڈا کے ایک انگلش رسالے سے حاصل کر کے خبر چھاپی ہے۔ اوّل تو ہارویسٹ ٹائم میسنجر ہمارے ملک سے باہر ایک جریدہ ہے جس کے اوپر ہماری حکومت کا کوئی کنٹرول نہیں ہے دوسرا یہ جو خبر اس رسالے نے چھاپی ہے، اس خبر کے بارے میں ہمارے ملک کے تیس مقتدر علماء کرام نے ایک مشترکہ بیان میں سختی سے تردید کی ہے۔ علماء کے مطابق یہ خبر اس صدی کا سب سے بڑا شرمناک جھوٹ ہے۔ مسلمان اپنے دین پر نہ صرف فخر کرتے ہیں بلکہ وہ اسلام کو پوری انسانیت کے مسائل کا واحد حل بھی سمجھتے ہیں۔ علماء کا یہ بیان "جنگ" لاہور مورخہ ۱۳ مئی ۸۶ میں شائع ہو چکا ہے۔ جناب اس ضمن میں میں یقین

[Mir Haji Tareen]

سے کہتا ہوں کہ فاضل ممبر جن کی یہ ایڈجرنمنٹ موشن ہے ان کو بھی اس بات پر یقین نہیں آئے گا کہ واقعی پاکستان میں اتنے مسلمان جو ہیں وہ عیسائی ہو چکے ہوں گے ۔ اگر ان کا دل یہ گواہی دیتا ہے کہ واقعی پاکستان میں یہ کچھ ہو رہا ہے تب تو میں clarification کے لئے مزید کچھ کہوں گا مگر چونکہ وہ بذات خود ایک سچے مسلمان ہیں اور یہ یقین رکھتے ہیں کہ جو کچھ خبر چھپی ہے وہ ایک مبالغہ ہے اور سفید جھوٹ ہے ۔ اس ضمن میں مرکزی حکومت کی وزارت مذہبی امور نے صوبائی حکومتوں کو مراسلے بھیجے ہیں کہ آپ اپنے اپنے صوبے میں ہر ڈسٹرکٹ، ہر ڈویژن، ہر تحصیل میں تحقیق کر کے جامع معلومات وزارت مذہبی امور کو بھیجیں کہ کیا واقعی یہ بات ہوئی ہے ۔ ہر صوبے میں اور ڈسٹرکٹ میں کتنی تعداد ہے جو مسلمان سے عیسائی ہوئی ہے ۔ اس ضمن میں اب تک ہمیں کوئی رپورٹ اپنے صوبوں سے نہیں ملی ہے ۔ جس میں یہ وضاحت کی جا سکتی ہو، کہ اتنے مسلمان جو ہیں وہ عیسائی ہو چکے ہیں چونکہ اس خبر میں کوئی صداقت نہیں ہے اور یہ ایک ایسے رسالے نے چھاپی ہے جو کہ کینیڈا کا ہے اس میں ہماری حکومت کا کوئی دخل نہیں ہے ۔ میں آپ سے استدعا کروں گا اور آپ کے توسط سے فاضل ممبر سے استدعا کروں گا کہ وہ اس پر زور نہ دیں، اور اس کو واپس لے لیں ۔

جناب چیئرمین : جناب میرداد خیل صاحب، آپ نے یہ شرط یہ لگائی تھی کہ اگر یہ خبر صحیح ہے وہ فرماتے ہیں کہ قطعاً غلط ہے ۔ بالکل جھوٹ ہے ۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : جناب والا! وزیر محترم نے یہ بیان فرما دیا ہے کہ اس جریدے پر ہمارا کوئی کنٹرول نہیں ہے ۔ تو کیا ایک معمولی رسالہ جو بظاہر معمولی ہے ۔ اس میں جو مواد آتے ہیں، اور پاکستان کے مسلمانوں کے ذہن کو گندہ کرتا ہے تو کیا حکومت ایسے رسالوں پر پابندی نہیں لگانا چاہتی ؟

جناب چیئرمین : وہ تو الگ سوال ہوا ۔

قاضی حسین احمد : پوائنٹ آف آرڈر میں ذرا اس کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں جو وزیر مذہبی امور نے اس طرح categorical terms میں اس کی تردید کی ہے ۔ تو ان کے پاس کیا شواہد ہیں، میں سندھ کے دورے پر گیا ہوں اور سندھ میں میرپور خاص میں مجھے ایک ڈیلیگیشن ملا ہے کہ تھرپارکر میں اس طرح کے واقعات ہو رہے ہیں ۔ اسلام سچا مذہب ہے

اسلام دین ہے مسلمان اپنے مذہب سے محبت رکھتے ہیں لیکن مسلمانوں کے اندر ایسے علاقے اور ایسے لوگ موجود ہیں جو دین سے بے خبر ہیں اور غریب ہیں، باہر کی مشنری کو کھلی چھٹی ہے تھرپارکر میں بھی اور چترال میں ایک علاقہ کافرستان کا ہے جہاں مسلمانوں پر تبلیغ کرنے کی پابندی ہے کہ یہ پانچ ہزار سال پرانی ایک تہذیب ہے اور ان لوگوں کو باہر کے ٹورسٹ کے incentives کیلئے برقرار رکھا جانا چاہیئے، لیکن وہاں پر عیسائیوں کو اجازت ہے وہ وہاں جاتے ہیں وہاں سے بچوں کو لے کر گئے ہیں، عیسائیوں کا ہمارے ملک میں بڑا اثر و رسوخ ہے۔ بیرون ملک سے لوگ آتے ہیں اور یہاں سفید چمڑی والوں کے سامنے اب بھی لوگ احساس غلامی میں مبتلا ہیں، وہ یہاں مراعات حاصل کرتے ہیں انہوں نے مختلف تنظیمیں بنائی ہوئی ہیں اور آپ کے پورے ملک میں اس وقت ان کا جال بچھا ہوا ہے اس کو اس طریقے سے ignore کرنا کہ یہ خبر غلط ہے، میرا خیال ہے درست نہیں ہے۔ یہ موضوع اس قابل ہے کہ یہاں ایوان میں اس پر سنجیدگی سے غور کیا جائے۔

جناب چیئرمین: اس اسٹیج پر ہم اس پر بحث کر رہے ہیں کہ یہ جو ایڈجرنمنٹ موشن ہے یہ admissible ہے یا نہیں، قاعدے، قواعد کے مطابق کئی دفعہ میں کہہ چکا ہوں کہ ایسی خبر یا ایسی تحریک جو اخبار کے ایک تراشے پر مبنی ہے۔ اگر حکومت اس کو deny کرتی ہے کہ اس میں کوئی صداقت نہیں تو اس ایڈجرنمنٹ موشن کا کسی پارلیمنٹ میں بھی جب تک معزز ممبر کوئی اور ثبوت فراہم نہ کرے جس کا onus معزز ممبر پر ہے کہ یہ خبر صحیح ہے onus محترم وزیر صاحب پر نہیں ہے کہ وہ غلط ہے کیونکہ وہ اس اخبار کے علاوہ کوئی اور شہادت پیش نہیں کر سکتے کہ واقعی یہ خبر ہے بلکہ انہوں نے اپنی تحریک کو مشروط بنایا تھا اسی شرط پر کہ اگر یہ خبر واقعی صحیح ہے اور جب محترم وزیر صاحب بہت صریحاً اس کو deny کرتے ہیں تو یہ ایڈجرنمنٹ موشن نہیں بنتی، باقی جو آپ فرما رہے ہیں ممکن ہے وہ صحیح ہو۔

قاضی حسین احمد: جناب والا! میرے پاس دلائل اور شواہد ہیں کہ یہ خبر صحیح ہے۔

جناب چیئرمین: جنہوں نے تحریک پیش کی ہے انہیں چاہیے تھا کہ وہ ایسے شواہد لے آتے۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: جناب چیئرمین! جب وہ تائید کر رہے ہیں، میں اپنی اس دلیل کی شہادت دلاتا ہوں جب قاضی حسین احمد صاحب نے فرما دیا ہے کہ یہ خبر صحیح ہے

تو پھر میں دو تین اور گواہ لے آؤں گا، آپ اس کو ایڈمٹ کریں۔ کل تک میں سب کچھ اور لے آؤں گا۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں جس وقت آپ تحریک پیش کرتے ہیں تو چاہیئے کہ گواہ بھی ساتھ رکھیں۔

جناب عبدالرحیم میر داد خیل: ٹھیک ہے۔ میں رکھوں گا لیکن اس وقت...... (مداخلت)

جناب چیئرمین: تحریک التوا کا موضوع یہ نہیں بن سکتا۔ دوسرا یہ ہے کہ آپ نے اخبار کے ایک تراشے پر base کیا ہوا ہے کہ ۲۰ ہزار آدمی ایک دن میں غیر مسلم بن سکتے...... (مداخلت)

جناب عبدالرحیم میر داد خیل: نہیں ایک دن میں نہیں۔

Mr. Chairman: Over a period of time.

جناب عبدالرحیم میر داد خیل: ایک دن میں نہ آپ سینیٹر بنے ہیں نہ میں سینیٹر بنا ہوں۔

جناب چیئرمین: بالکل صحیح ہے۔ لیکن شاید ہم ایک ہی دن میں بنے ہیں۔ کیونکہ وہ الیکشن ایک ہی دن ہوا تھا لیکن یہ جو ۲۰ ہزار کی کنورشن ہے اگر وہ صحیح ہے۔

It has not taken place in a single day. It must have taken place over a period of time and it is not a matter of recent occurrence that has arisen suddenly which can be a fit subject for an adjournment motion and I am afraid, I will have to rule it out of order.

Next Mir Dad Khel—No. 26.

ADJOURNMENT MOTIONS

(i) *RE*: ALLEGED RAPE OF A LADY PATIENT IN A QUETTA HOSPITAL

جناب عبدالرحیم میر داد: میں تحریک کرتا ہوں کہ روزنامہ مشرق کوئٹہ مورخہ ۱۷ مئی کو یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ ریلوے ہسپتال میں مریضہ کی عزت لوٹ لی گئی۔ مریض کے لواحقین محمد عثمان نے تھانے میں رپورٹ درج کرائی ہے کہ اس نے ۲۸ اپریل کو مسماۃ اقلم بی بی کو بیماری کی وجہ سے ریلوے ہسپتال میں داخل کرایا تھا اس دوران جب میں ہسپتال گیا تو مریضہ نے یہ سخت شکایت کی کہ میرے ساتھ زیادتی کی گئی ہے اس اقدام سے ہسپتال پر عوام کا بہت بڑا برا اثر پڑا ہے۔ یہ وفاقی حکومت کا مسئلہ ہے اور اس اہم واقعہ پر ایوان میں بحث کی جائے۔

Mr. Chairman: Is it being opposed. Mr. Iqbal Ahmad Khan. If you are opposing it then let him say something.

Mr. Iqbal Ahmad Khan: Sir, before he states further I would like to submit:

مجھے ابھی صرف یہ فائل موصول ہوئی ہے یہ ریلوے منسٹر کے متعلق تھی۔ میں نے اس کا مطالعہ کیا ہے اس کے اندر جو رپورٹ انہوں نے بھیجی ہے۔ مجھے شک ہے کہ وہ رپورٹ درست نہیں ہے۔ اس کے اندر یہ کہا گیا ہے کہ یہ جو واقعہ تھا یہ مریضہ اور ملزم کی باہمی رضامندی سے ہوا ہے اور اس کے علاوہ اس کے اندر یہ درج کیا گیا ہے کہ اس آدمی کو dismiss کر دیا گیا ہے اور پولیس میں پرچہ درج کرا دیا گیا ہے اور وہ آدمی گرفتار ہو گیا ہے جہاں تک میرے علم کا تعلق ہے اگر ان کی باہمی رضامندی سے ہوا ہے تو یہ کیس دونوں کے خلاف رجسٹرڈ ہونا چاہیئے تھا۔ اس رپورٹ میں صرف یہ درج ہے کہ دونوں کی باہمی رضامندی تھی لیکن جہاں تک کیس کے درج ہونے کا تعلق ہے وہ ایک کے خلاف درج ہوا ہے اور اس کو ڈسمس کر دیا گیا ہے۔ میری آپ سے یہ گزارش ہو گی کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں چاہتا ہوں کہ ریلوے منسٹر صاحب تشریف لائیں اور ان کو عرض کروں کہ اس کی پوری تفاصیل منگوائی جائیں۔ کیونکہ اگر باہمی رضامندی سے ہوا ہے تو پھر دونوں مجرم ہیں، ایک نہیں ہو سکتا اس لحاظ سے مجھے محسوس ہوتا ہے کہ یہ رپورٹ نامکمل ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو اس کی مکمل تحقیقات کر کے بعد میں آپ کی خدمت میں پیش کر دیں گے۔

جناب چیئرمین: مجھے کوئی اعتراض نہیں اگر محرک اتفاق فرمائیں۔

جناب اقبال احمد خان: کچھ دن دیں کیونکہ میں ان سے عرض کروں گا کہ اس کی وضاحت کریں کہ جب ان کا ایک طرف stand یہ ہے کہ دونوں کی رضامندی شامل تھی تو پھر کیس ایک کے خلاف کیوں درج کیا گیا ہے۔ جب کہ رضامندی میں دونوں مجرم ہیں اور حدود آرڈیننس کے تحت کیس رجسٹر ہونا چاہیئے۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: نہیں یہ حدود کا کیس نہیں ہے اگر آپ اس کو ملتوی کرتے ہیں تو مجھے تاریخ بتا دیں، دلائل مجھے نہیں چاہئیں۔

جناب اقبال احمد خان: اگر آپ دلائل دینا چاہتے ہیں تو پھر جناب رپورٹ یہ آئی ہے، کہ مجرم درست پایا گیا تھا اس مجرم کو نوکری سے برخاست کر دیا گیا ہے، اس کے خلاف پرچہ درج کر دیا گیا ہے اور وہ پولیس کی حراست میں ہے اور مقدمہ زیر تفتیش ہے۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: جناب چیئرمین! حقیقت یہ ہے کہ ہسپتالوں میں اور باہر کسی کی عزت

اور آبرو محفوظ نہیں۔ اس کی دلیل ہسپتال کی یہ تحریک التوا بھی ہے لیکن ہسپتالوں میں خواتین کے لیے الگ جگہ ہونی چاہیئے، الگ ہسپتال ہونے چاہیئں۔ اسی طرح کا الگ کالج اور الگ یونیورسٹی ہونی چاہیئے۔ میرا مقصد یہی ہے کہ اس طرف حکومت کی توجہ ہو اور ہسپتالوں میں مرد عملہ خواتین کے ساتھ تعینات نہ ہو، اس کیس میں حکومت کے ملازمین اس میں شامل تھے اور عملہ نے بر وقت نوٹس نہیں لیا۔ جب کہ اس سے پہلے بھی کئی بار شہریوں نے شکایات کی ہیں مگر متعلقہ حکام نے نوٹس نہیں لیا۔ اسی طرح یہ حادثات پیش آتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ غلط بیانی ہے کہ یہ باہمی رضامندی سے ہوا، بہرحال اس کی تحقیقات ہونی چاہیئے۔ اس طرح حکومت کی بھی بدنامی ہے لیکن ہمیں حکومت کی بدنامی سے اتنا سروکار نہیں ہے جتنا شہریوں کی جان و مال اور عزت سے ہے۔ ایسا واقعہ کوئی غیرت مند قوم برداشت کرنے کے لیے ہرگز تیار نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: وہ سب صحیح ہے لیکن ہم اس سٹیج پر ایڈمیسبلٹی پر بات کر رہے ہیں اور اس کے متعلق آپ نے نہیں فرمایا کہ قواعد کے مطابق یہ کیسے ایڈمیسبل تصور کی جائے اگر ایک پرچہ درج ہوا ہے پولیس اس کی تحقیقات کر رہی ہے اور یہ تو in a way subjudice ہوا دوسرا یہ ایڈجرنمنٹ موشن کا موضوع بن ہی نہیں سکتا، میں آپ کی توجہ قاعدہ ۷۱ (۱) کے متعلق دلاؤں گا۔

Rule 71(1)

"It shall not relate to a matter pending before any court or other authority performing judicial or quasi judicial functions:"

آدمی کو arrest کیا گیا ہے، چالان درج کیا گیا ہے اس پر مقدمہ چل رہا ہے تو یہ تحریک التوا کا موضوع نہیں بن سکتا۔ باقی آپ حکومت کو جو تجاویز دیتے ہیں وہ اپنی جگہ پر صحیح ہوں گی اور جو کچھ آپ نے فرمایا وہ سب انہوں نے سن لیا ہے۔ ...... (مداخلت)

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: ہم یہ چاہتے ہیں کہ خواتین کے لیے الگ عملہ ہو، جو خواتین ہوں ...... (مداخلت)

جناب چیئرمین: یہ تحریک التوا میں نہیں ہو سکتی، آپ ریزولیوشن کی فارم میں لے آئیں یہ تجویز ...... (مداخلت)

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: میں نے جناب تجویز پیش کی ہے

جناب چیئرمین: تجویز انہوں نے سن لی ہے۔

جناب اقبال احمد خان: جناب فوری عمل کے طور پر گزارش ہے کہ اس آدمی کو فوراً نوکری سے ڈسمس کر دیا گیا ہے اور پولیس کے حوالے کر دیا ہے۔ وہ آدمی پولیس کی
ین ہے۔ آخر جب کسی جرم کا ارتکاب ہو جائے اور اس پر فوری ایکشن لیا جائے تو پھر اس قسم کا اعتراض نہیں ہو سکتا۔ اسی صبح کو پتہ چلا، ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ خود گیا اس نے وہاں انکوائری کی اور آدمی کو ڈسمس کرنے کے بعد پولیس کے حوالے کر دیا۔ اور اب وہ پولیس کی حراست میں ہے۔ میں نے اسی سلسلے میں عرض کیا تھا کہ یہ پہلو بھی دیکھیں کہ اگر انہوں نے باہم رضامندی سے یہ بات کی ہے تو پھر تو دونوں مجرم ہوئے۔ ...... (مداخلت)

جناب چیرمین: یہ آپ کا انتظامی معاملہ ہے ضرور اس میں آپ دیکھیں کہ!۔

As a Minister for Justice, if you feel that the case has not been registered against the other person....

لیکن جو میں عرض کر رہا تھا۔

An adjournment motion is not admissible if it seeks to raise a matter the remedy of which is available under an ordinary law and since the Police has already moved in the matter. The matter is before a court. So, it becomes subjudice and is ruled out of order.

اگلی تحریک مولانا سمیع الحق صاحب...... نہیں ہیں؟ تو اس کو تو ڈراپ کرنا پڑے گا۔

جناب اقبال احمد خان: وہ جناب کبھی ہوتے ہی نہیں ہیں پھر ہمارے ساتھ ناراض ہوتے رہتے ہیں۔

جناب چیرمین: جناب قاضی حسین احمد صاحب۔ تحریک التوا ۳۲۔

(iii) *RE*: REFUSAL TO PROVIDE LOAN TO WAPDA BY THE WORLD BANK

قاضی حسین احمد: قومی اہمیت اور فوری نوعیت کے اہم مسئلے پر تحریک التوا پیش کرتا ہوں کہ روزنامہ جنگ لاہور مورخہ یکم جولائی میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ عالمی بینک نے واپڈا کو قرضے دینے سے انکار کر دیا ہے۔ جس کی وجہ اس خبر میں یہ بیان دیا گیا ہے کہ عالمی بینک نے کہا ہے کہ جب تک واپڈا پرانے قرضوں کی واپسی کو یقینی نہیں بناتا اسے مزید قرضے نہیں مل سکتے خبر میں مزید بتایا گیا ہے کہ واپڈا کو وفاقی اور صوبائی حکومتوں سے بجلی کے بلوں کی ادائیگی نہیں ہوئی وہ اربوں روپے کے ہیں اس لیے واپڈا اپنے قرضے نہیں اتار سکتا اس خبر سے واپڈا کے مالی بحران کا شکار ہونے کا ثبوت ملتا ہے جو ایوان کی فوری توجہ کا مستحق ہے۔

Mr. Chairman: Is it being opposed?

Lt. Gen. (Retd.) Jamal Said Mian: Yes Sir.

جناب چیئرمین: اس میں آپ اس بات کی تشریح کریں کہ آپ واپڈا کی مالی حالت پر یہ موشن move کرنا چاہتے ہیں یا ان کو جو قرضہ نہیں ملا اس کے بارے میں۔

قاضی حسین احمد: یعنی جو مالی بحران واپڈا کا ہے اسی پر میں چاہتا ہوں کہ بات کی جائے اور قرضہ نہ ملنا بھی اسی کا ایک حصہ ہے۔

جناب چیئرمین: میرا خیال تھا کہ قرضہ نہ ملنے سے تو آپ کو خوش ہونا چاہیئے یہ سود پہ قرضہ لینا کہاں کی ...... (مداخلت)

قاضی حسین احمد: یعنی اس پہ قرضہ نہ ملنا یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اس پر واجب الادا قرضے بھی ہیں۔ اب اس کو یہ ثبوت نہیں ملتا کہ ...... (مداخلت)

Mr. Chairman: Mr. Jamal Said Mian.

Lt. Gen. (Retd.) Jamal Said Mian: Mr. Chairman, Sir, it is incorrect to say that the World Bank has refused to extend further loans to WAPDA. Very recently the World Bank has given a loan of 90 million dollars for Kot Addu Combined Cycle Project and they have also shown interest not to the willingness but interest in financing some very big projects to be undertaken under WAPDA's control like Lakhra Coal Mine. However, as is practice, the donor agency in this case the world bank or the Asian Development Bank, do insist on certain common interest and the World Bank has been insisting that WAPDA should assure self financing to the extent of 40 % of its ADP but it should arrange the recovery of its arrears and that it should also increase the tariff rates. WAPDA has so far maintained the self financing limit of 40 % of the ADP. for the year 1986-87 although the tariff has not been increased but I can assure this august House that we will meet the 40 % self financing. The most critical part is, however, the recovery of the arrears. It is not in billions worth rupees. The total outstanding is about 90 crores which is about one million but it is not in billions. This amount is mainly due from the Federal and provincial governments, their departments and autonomous bodies. The Finance Ministry is cooperating with us in this matter. They have instructed all these bodies to pay back the arrears and if the payment is not prompt they will themselves deduct it at the base. So far the repayment is quite encouraging. If this is not taking place then we will suggest to the Finance Ministry and they will start deducting it at the base from the various department's share of the budget. So, with this I feel that we have not come to a stage where people are refusing to give us any aid or any loans.

The loans are forthcoming whenever we want it and every thing seems to be all right.

جناب چیئرمین: قاضی صاحب اس وضاحت کے بعد آپ اس پر اصرار کریں گے؟

قاضی حسین احمد: اگر وزیر صاحب اپنے واپڈا کے اور اپنے محکمہ کے تمام مالی حالات سے بالکل ہی مطمئن ہیں اور ان کا خیال ہے کہ وہ بالکل درست چل رہا ہے تو میں اس پر اصرار نہیں کرتا۔

Mr. Chairman: Thank you. We come to the regular business of the day. Mr. Iqbal Ahmad Khan:

THE HOUSES OF PARLIAMENT AND PROVINCIAL ASSEMBLIES (ELECTION) (AMENDMENT) BILL, 1986

Mr. Iqbal Ahmad Khan: With your kind permission I beg to move:

> That the Bill further to amend the Houses of Parliament and Provincial Assemblies (Election) Order, 1977 [The Houses of Parliament and Provincial Assemblies (Election) (Amendment) Bill, 1986], as passed by the National Assembly, be taken into consideration.

Mr. Chairman: The motion moved is:

> That the Bill further to amend the House of Parliament and Provincial Assemblies (Election) Order, 1977 [The Houses of Parliament and Provincial Assemblies (Election) (Amendment) Bill, 1986], as passed by the National Assembly, be taken into consideration.

Mr. Ahmad Mian Soomro: Opposed, Sir. I have given an amendment. If you permit me I will move it now.

Mr. Chairman: Would you move your amendment please.

Mr. Wasim Sajjad: Point of order, Sir. At this stage there is one point, I would like to clarify. Sir, earlier in connection with a Bill which was moved before the Senate you had given a ruling that if the matter is not opposed then the first reading would be complete and we can go on to the second reading. This being an important point, Sir, I think, I will invite your attention to the relevant rules of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1973. These are

Rules 104, 105 and 106. These deal with the Bills originating in the Assembly and transmitted to the Senate and there is a set procedure for this. Rule 104 says:

> "104. On the day on which the motion for consideration is set down in the Orders of the Day which shall, unless the Chairman otherwise directs, be not less than two days from the receipt of the notice, the Minister or, as the case be, the member giving notice may move that the Bill be taken into consideration."

Then, Sir, Rule 105 says:

> "105. On the day on which such motion is made or on any subsequent day to which the discussion is postponed, the principles of the Bill and its general provisions may be discussed . . . ."

Now, it does not say, Sir, that the Bill is to be opposed. In fact the Bill may not be opposed. The matter may be praised, the Government may be praised. The discussion has to start. This is to be in contrast with the provision contained in Rule 79 at page 47 of the Rules of Procedure. This rule is in respect of Private Members Bill. There the opposition has to take place. The rule says:

> "79. (1) Motions for leave to introduce private members' Bills shall be set down in the Orders of the Day for a day meant for Private Members' business.
>
> (2) If a motion for leave to introduce a Private Members' Bill is opposed the Chairman . . . ."

Further on the rule indicates that the Chairman will do the following.

So, in respect of Private Members' Bills opposition is necessary but in respect of the Government Bills no opposition is necessary. The day it is moved, it is open for discussion by the House. So this motion should not be put whether anybody opposes it. In fact, the Chair should ask the members if anybody wants to speak on that motion. That should be the correct procedure because last time I feel we lost an opportunity to discuss the Bill. In fact we wanted to prasise the Bill. Certain members were in favour of the Bill and that opportunity was lost because the motion was put in a wrong manner *i.e.* whether anybody wants to oppose the Bill.'

Mr. Chairman: I think the ruling that I had given, was in a different context. It was not with regard to a Bill which originated in the

Assembly and was transmitted by the Assembly to the Senate for consideration in this forum. This is the basic difference.

Mr. Wasim Sajjad: I raise this issue because the provisions are similar in respect of Bills transmitted to the Senate and in respect of Government Bills originating in the Senate. This is why I would like to clarify this matter for future.

Mr. Chairman: Thank you. Here the Bill is being opposed and there is an amendment proposed. Would you kindly move your amendment.

Mr. Ahmed Mian Soomro: Sir, I beg to move:

"That the Bill further to amend the Houses of Parliament and Provincial Assemblies (Election) Order, 1977 [The Houses of Parliament and Provincial Assemblies (Election) (Amendment) Bill, 1986], as passed by the National Assembly, be referred to the Standing Committee concerned for report within 15 days."

Mr. Chairman: The amendment moved is:

"That the Bill further to amend the Houses of Parliament and Provincial Assemblies (Election) Order, 1977 [The Houses of Parliament and Provincial Assemblies (Election) (Amendment) Bill, 1986], as passed by the National Assembly, be referred to the Standing Committee concerned for report within 15 days."

Mr. Ahmed Mian Soomro: May I also say a few words?

Mr. Chairman: Yes, please.

Mr. Ahmed Mian Soomro: Sir, I have moved this amendment not merely for the sake of moving an amendment. Firstly, I think the Government is getting too much into the habit of wanting rules to be suspended and passing every thing. The other day we passed through all the stages of a Bill in probably an hour or an hour and a half. Sir, the rules have been made with a specific purpose. Every Bill that comes to us, ordinarily after admission, automatically should go to the Standing Committee. The object is that it should be studied in detail by the Standing Committee. It is not necessary to give them a very long time. You can give them even one week or less or more. But the object is that it must be studied in detail and their report should come to the House after which again the House may accept it, amend it or as

you are well aware, Sir, refer it back to a Select Committee or a Special Committee or for eliciting public opinion. These are various stages. The object of that, Sir, is that the Bill should be thoroughly scrutinised. Here, I would in my humble opinion point out a few defects which need consideration. May be they do not prove later on to be defects but they certainly do need consideration and briefly with your permission Sir, I will point out what those are. Now Sir, to Article 63(1) (p) of the Constitution, I will draw your kind attention which talks of disqualification of members from being elected which says:

> "If he is for the time being disqualified from being elected or chosen as a member of the *Majlis-e-Shoora* (Parliament) or of a Provincial Assembly under any law for the time being in force."

Now, Sir, obviously the Government have woken up at a late hour and realized what has happened. They could not even wait for about 8 or 10 days when the session was to meet. They requested the President and advised him and as in his discretionary powers he issued an Ordinance to save them. Sir, formally it was said that laws were made by the previous Government for individuals. Here we thought when this Government had taken a commendable step in removing emergency even after 20 years . . . . *(interruption)*.

Mr. Chairman: I don't like to interrupt you but I think your amendment was that the Bill should be referred to the Standing Committee under Rule 106. You are now discussing the merits or the principles. . . . . *(interruption)*.

Mr. Ahmed Mian Soomro: I am saying why does it require to be referred to the Standing Committee.

Mr. Chairman: It is alright, as long as you do not forget about your main purpose *i.e.* referring the Bill to the Standing Committee.

Mr. Ahmed Mian Soomro: That is the purpose I am trying to explain to the House why should it be referred to the Standing Committee. It should not be passed so hurriedly and it should be examined because there are lot of implications in this legal . . . . *(interruption)*.

Mr. Chairman: Please go ahead.

Mr. Ahmed Mian Soomro: Sir, now here they have sought by this Bill, as passed by the National Assembly, to replace the amending

Ordinance by an Act of Parliament. Although they have said that the Act will come into force at once. They could say, even they have said it shall deem to have come into force from, what they intend, (whether it is right or not that I reserve my right to discuss it later) from the 30th day of December. So, if this Bill comes into effect today or tomorrow, the day it is passed it becomes law. Then, in my opinion Section 2 which takes it back to 30th of December, would need to be examined as to whether this would be in conflict with that. I am just trying to show a *prima-facie* case Sir, which does need examination by our committee and not to be rushed to the House in haste like this. Then what they are seeking to amend by this Sir, is Section 7(a) of the Houses of Parliament and Provincial Assembly (Election) Order but that 7(a) has been brought in because of Section 3(b), sub-section (6) of Political Parties Act, which says:

> "that no unregistered party, or a party whose registeration has been cancelled is eligible for election or can put up candidates." That is a disqualification consequential to which 7(a) was brought in the Houses of Parliament Act and that again is brought in the Constitution Article 63(b).

Now, Sir, all these required to be gone into minutely whether there is a need for it or not. If we are passing laws let up pass them properly. There is no hurry. If for four months since 30th December the Government was asleep over it, let them sleep one week more. They are not being disqualified. Let us examine the bill properly, we do not want chaos because if they were disqualified almost half of the House would have gone. We would not like to create chaos. But let us find out a proper and legal way. We can not, as I said yesterday also, again reduce all the laws to absurdity if half of us go out which *prima-facie* probably Government felt were going out as the Government came out with this. Let us find the way to do it correctly, let us find the way to save them legally, let us find the way to save our brothers in the two Houses legally but please I would appeal to the Law Minister not to rush through this in haste otherwise we have no other option but to oppose it and bring it on record and even if they win by their brute majority they will be repenting for it later on Sir, and I would remind them that when they were passing this Bill in the Senate I claimed the division, althrough we were only a handful. It told them, "you are committing suicide, for God's sake." I asked the members not to commit suicide and today now they are trying to save their neck from that rope. So, I submit that this House would not be pleased to suspend this rule. Allow the rule to take its course and I request the Law Minister to please accept this. It will make no difference if it takes a few days more. Let us pass the law in a proper manner.

Mr. Chairman: Incidently, suspension of rule is not involved. You are moving your amendment under Rule 106. Is not it?

Mr. Ahmed Mian Soomro: It is not involved Sir, but the next thing is to pass that Bill. That is why I am anticipating.

Mr. Chairman: Does somebody-else want to speak on the amendment? Would you like to say something Professor Khurshid Sahib?

پروفیسر خورشید احمد : جناب احمد میاں سومرو صاحب نے جس مسئلہ کی طرف اس ایوان کی توجہ مبذول کرائی ہے وہ فی الحقیقت ایک بڑا serious مسئلہ ہے وہ یہ ہے کہ اس ایوان کا جو بنیادی کام ہے وہ ہے لیجسلیشن اور ہم اسی پر کم سے کم توجہ دیتے ہیں ۔ ایوان کو مجبور کیا جاتا ہے کہ اس قسم کے جو بھی کام آئیں ان کو جلدی جلدی آنکھیں بند کر کے پاس کر ڈالا جائے ۔ میرا خیال ہے کہ یہ approach درست نہیں ہے ۔ آپ کو معلوم ہے کہ اس بل کا مسودہ ہمارے سامنے ابھی آیا ہے ۔ میرے علم کے مطابق یہ ابھی ممبران میں سرکولیٹ بھی نہیں ہوا ۔ نارمل اور پریکٹس کے مطابق پہلے اس قسم کی لیجسلیشن کو معزز ممبران میں سرکولیٹ کیا جاتا ہے ۔ اس بارے میں، میں آپ کی توجہ ..... (مداخلت)

جناب چیئرمین : قطع کلامی معاف ، میں آپ کی اطلاع کے لیے عرض کر دوں کہ میں نے چیک کیا ہے کہ پہلے اس کو سرکولیٹ کیا گیا تھا یا نہیں؟ یہ پہلے سرکولیٹ کیا گیا تھا سیکرٹریٹ نے مجھے بتایا ہے ۔

پروفیسر خورشید احمد : کیا یہ دو دن پہلے سرکولیٹ ہو چکا ہوا ہے ؟

جناب چیئرمین : میری اطلاع کے مطابق ہوا ہے ۔

پروفیسر خورشید احمد : اگر ہوا ہے تو پھر یہ میری غلطی ہے لیکن بہرحال میری نگاہ سے اب یہ گزرا ہے ۔ دوسری چیز یہ ہے کہ کئی دفعہ اس ایوان میں یہ بات کہی گئی ہے کہ جس بل کو امنڈ کیا جاتا ہے کم از کم اس کے متعلقہ جو حصے ہیں، ان کو ایوان میں پیش کیا جائے ۔ وہ بھی ہمیں فراہم کئے جائیں تاکہ ہم دیکھ سکیں کہ یہ فی الحقیقت کیا چیز تھی اور اس میں اب کیا تبدیلی لائی جا رہی ہے مگر کم از کم نصف درجن دفعہ اس طرف متوجہ کرنے کے باوجود میرے علم میں یہ نہیں ہے کہ جن دفعات کو تبدیل کیا جا رہا ہے وہ ممبران کو مہیا کی گئی ہوں ۔

جناب والا! میں تیسری بات جو کہنا چاہ رہا ہوں وہ اس سے بھی زیادہ گہری ہے ، اس لیے کہ یہ سارا مسئلہ جس طرح پیدا ہوا ہے وہ مارشل لاء کے زمانے کے کچھ احکامات سے متعلق

ہے، اگر ان احکامات کو repeal کر دیا جاتا تو شاید تو شاید ان تبدیلیوں کی ضرورت ہی نہ پڑتی ۔ اب اس وجہ سے ہمیں متعلقہ لیجسلیشن پر غور کرنا ہے اور اس کے لیے ضروری ہے کہ ہمیں وقت ملے، اور وقت ملنے کا یہی ایک طریقہ ہے کہ پہلے آپ اس کو سٹینڈنگ کمیٹی میں بھیجیں تاکہ وہ اسے ایگزامن کرے اور اس پر وہ اپنی رپورٹ اس ہاؤس میں پیش کرے اور پھر اس کی روشنی میں ایوان میں اس پر غور ہو سکے ۔

جناب چیئرمین : جناب اقبال احمد خان صاحب ۔

جناب اقبال احمد خان : شکریہ جناب چیئرمین ! جناب والا ! یہ موشن دیتے وقت میں نے کسی قاعدے کی خلاف ورزی نہیں کی ۔ میں نے کسی رول کو معطل کرنے کی درخواست نہیں کی ۔ واضح طور پر ہمارے قواعد کے اندر یہ درج ہے کہ جب کوئی بل ایک ہاؤس سے دوسرے ہاؤس میں ٹرانسمٹ ہوتا ہے اور جب وہ پیش ہو جاتا ہے تو "introduce" straight away کیا جا سکتا ہے اور اس پر بحث ہو سکتی ہے اور اس کا فیصلہ کیا جا سکتا ہے اس لیئے اگر یہ صورت نہ ہوتی اور میں کسی رول کی معطلی کی درخواست کرتا تو پھر یہ کہنا مناسب ہوتا کہ شاید ہم رول کی معطلی کے خواہشمند ہیں، جناب والا ! میں نے اگلے دن بھی یہ گزارش کی تھی کہ اس ایوان میں غالباً ایک دفعہ ایک قانون سازی کے سلسلے میں رول کی معطلی کے لیے میں نے درخواست کی ۔ اور اس کے علاوہ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے، اس ایوان کی تاریخ میں، میں نے کبھی کسی رول کی معطلی کے لیے درخواست نہیں کی ۔ جہاں تک اس کو قائمہ کمیٹی میں بھیجنے کا تعلق ہے، اس میں جو دلائل دیئے گئے ہیں، وہ وہی دلائل ہیں جو گزشتہ تین چار ماہ سے مختلف جگہوں پر، ایوان کے اندر اور باہر ہم سن رہے ہیں ۔ کوئی کسی کو bail out کر رہا ہے کوئی bail کی درخواست دے رہا ہے ۔ مجھے اس بات کا افسوس ہے کہ ساری قانونی صورت حال سامنے آنے کے باوجود پھر اس بات کو بار بار دہرایا جاتا ہے اور اگر میں یہ کہوں کہ یہ باتیں سیاسی نقطۂ نظر سے، سیاسی بات کو exploit کرنے کے لیے کی جاتی ہیں، تو پھر یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ کسی کی طبع نازک پر ناگوار گزرے ۔

جناب والا ! یہ مسئلہ ہائی کورٹ کے اندر گیا، ہائی کورٹ کے ڈویژن بنچ نے اس کا فیصلہ بھی کر دیا، میں سمجھتا ہوں کہ اگر بار بار ہم اس bail out کے تذکرے کو جاری رکھیں گے، تو مجھے اس بات کا شک ہے کہ شاید ہم عدلیہ کے وقار کو مجروح کریں گے ۔ حضور والا !

[Mr. Iqbal Ahmad Khan]

میں آپ کی خدمت میں آپ کی اجازت سے ہائی کورٹ کے اس فیصلے کا ایک مختصر ترین پیراگراف پیش کرنا چاہتا ہوں جس کے بعد کم از کم یہ بات جو واضح ہو گئی ہے کہ کوئی کسی کو bail out نہیں کر سکتا تھا، نہ کسی نے bail out کیا تھا اور جس قانون کو منسوخ کرنے کے متعلق گزارش کی گئی ہے وہ کسی طور پر بھی ان افراد پر لاگو نہ تھا کہ جن کے متعلق کہا جا رہا ہے اور آج یہ اظہار فرمایا گیا ہے کہ bail out کیے گئے ہیں۔ اگر آپ کی اجازت ہو تو صرف ایک پیراگراف آپ کی خدمت میں عرض کروں گا۔ حضور والا! یہ ہائی کورٹ کی ایک رٹ پٹیشن ہے جو اسی ضمن میں کی گئی ہے اس کا نمبر ہے ۲۲۸۶ جو کہ ۱۹۸۶ء کی ہے' یہ لاہور ہائی کورٹ کے بنچ کا فیصلہ ہے' اس میں یہی مسئلہ زیر غور آیا تھا، اس آرڈیننس پر بحث انہوں نے بعد میں کی ہے، جو اس وقت بل آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا ہے، اس کے سوا جو موجودہ قانون ہے جس کے متعلق یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ شاید اس کے ذریعے سے کسی کی disqualification ہوئی تھی اس کے متعلق ہائی کورٹ کا فیصلہ جناب والا! یہ ہے: and I quote

"We have thus reached the irresistable conclusion that in the facts of the present case, respondent No. 1 and 2 at no point of time, stood disqualified from being elected or chosen as and from being members of *Majlis-e-Shoora* (Parliament) by virtue of the fact that respondent No. 1 became the President of Pakistan Muslim League on 18th January, 1986, and respondent No. 2 was nominated as Acting Secretary General of the same political party on the following day. In view of our finding that respondent No. 1 and 2 did not stand disqualify at any point of time from being Members of the National Assembly of Pakistan on their becoming the members or office bearers of the Pakistan Muslim League.

یہ جناب ان کی verdict اس آرڈیننس کو جاری کرنے کے بغیر کہ جس قانون کے متعلق ارشاد فرمایا گیا کہ اس قانون نے کسی کو نااہل کر دیا ہے اس کے متعلق ہائی کورٹ نے کہا ہے کہ وہ قانون کسی طور پر بھی ان پر لاگو نہیں تھا اور اس کے ذریعے سے کسی کے خلاف کوئی ڈسکوالیفکیشن incur نہیں کرتی تھی، جن کا کیس ریفر کیا گیا تھا۔ اس لیے یہ بات بار بار کہنا سیاسی بات تو ہو سکتی ہے، قانونی بات نہیں ہے۔

جہاں تک حضور والا! اس بل کے متعلق ارشاد فرمایا گیا ہے کہ اس کو قائمہ کمیٹی کے پاس بھیجا جائے' میں نے جناب اس کی مخالفت اس لئے کی ہے کہ اس مسئلہ پر اسمبلی میں کافی بحث و تمحیص ہوئی اور اس پر کافی غور و خوض ہوا۔ اور جب سے یہ آرڈیننس جاری ہوا ہے، ساری

قوم اس پر بحث و تمحیص کر رہی ہے اس ملک کے ہر شخص کو اور اس معزز ایوان کے معزز اراکین کو اور معزز اراکین قومی اسمبلی کو اس کے سیاق و سباق ، اس کی وجوہات اور اس کے مقاصد کا بالکل علم ہے اس لیے محض اسے قائمہ کمیٹی کو بھیجنا میری رائے میں تضیع اوقات کے مترادف ہے یہ تو یوں بات ہوتی کہ اگر کوئی نیا بل اس ایوان کے اندر پیش کر دیا جاتا اور پہلی دفعہ پیش ہوتا ، تو پھر یہ کتنا مناسب ہوتا کہ جناب چونکہ اس کے صحیح حالات اور واقعات کا علم نہیں ہے اس لیے قائمہ کمیٹی اس کو سٹڈی کرے ۔ ایک ایوان نے باقاعدہ غور و فکر کے بعد اس کو ایڈاپٹ کیا ہے اس کو پاس کیا ہے وہاں اس کو اچھی طرح ڈسکس کیا گیا ہے ، اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ اسے قائمہ کمیٹی میں بھیجنے سے کچھ مفید مطلب حاصل نہیں ہو سکتا ۔ اس بنا پر جناب والا! میں ان کی تحریک کی مخالفت کرتا ہوں اور میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ جو موشن میں نے پیش کی ہے کہ اس پر بحث کی جائے ابھی پر بحث شروع کی جائے اور جیسا کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے معزز سینیٹر جناب وسیم سجاد صاحب نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس ایوان کے ہر رکن کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ بحث کے موقع پر اپنی رائے کا اظہار کر سکتا ہے اور پھر سیکنڈ ریڈنگ میں انہیں ترامیم دینے کا بھی حق حاصل ہے اس لیے شاید یہ کتنا مناسب نہیں کہ ان کو اس پر بحث کرنے کے مواقع میسر نہیں آئیں گے یا اگر وہ چاہیں تو ترامیم کرنے کے وقت بحث کر سکتے ہیں ۔ وہ سارے مواقع ان کے پاس موجود ہیں ۔ اس لیے اس بل کو قائمہ کمیٹی میں بھیجنے سے کوئی فائدہ نہیں ہو گا ۔ ان وجوہات کی بنا پر جناب والا! میں اس کی تحریک کی مخالفت کرتا ہوں ۔

جناب احمد میاں سومرو : کیا ان کا جواب میں دے سکتا ہوں ؟

جناب چیئرمین : جی ارشاد فرمائیے ۔

Mr. Ahmed Mian Soomro: Sir, first of all, I may point out to the learned Minister for Justice irrespective of the fact that this Bill has been considered by the National Assembly, it does not affect the right of this House, because we have a right to send the Bill back to them, if we feel that there are some mistakes and similarly, when a Bill originates in this House, the National Assembly has a rightalike. This ground to be taken by the Minister for Justice that, because it has been discussed in the National Assembly and passed by them, it does not deserve the required consideration by this House, I think, with all due respect is very irrelevant and unfair to this House. He himself has said that he has not moved a resolution for suspending the rules. Under the rules,

Sir, this Bill has to go to the Standing Committee according to the rules pointed out by my learned brother.

Mr. Chairman: Not to a Bill actually which has originated and has been transmitted to us by the National Assembly under the rules, it is not required, unless an amendment is moved to that.

Mr. Ahmed Mian Soomro: That is why I moved an amendment for abundant caution, Sir.

Mr. Chairman: But automatically it does not go to the Standing Committee.

Mr. Ahmed Mian Soomro: But, ever, in the case here is a difference, Sir, that I have moved an amendment and I think, the House has the right to decide whether it should go to the Standing Committee. But this point which my learned Minister for Justice has said that it has been debated so much there, if that is enough, then there is no need of this House at all. And that is why this House has been provided so that we go into the fact, as to how far that is correct, and the learned Minister for Justice knows that sometimes we have pointed out some mistakes but for better reasons did not care to press it because of the urgency of the matter. Therefore, this House has every right to reconsider the Bill before it passes it and I would request the House to send this to the Standing Committee. Let them examine it. As far as the judgement of the High Court quoted by my learned Law Minister is concerned, if that was so, then what made them to bring this Bill, what made them to issue an Ordinance, if that was enough. They have after that issued the Ordinance and not before that. They have after that brought this bill feeling that this is necessary. That is my sub-mission.

Mr. Chairman: Thank you. The question before the House is:

"That the amendment moved by Mr. Ahmed Mian Soomro under Rule 106 of the Rules of Procedures that the Houses of Parliament and Provincial Assemblies (Election) Order, 1977 to be called the Houses of Parliament and Provincial Assemblies (Election) (Amendment) Bill, 1986, as passed by the National Assembly, be referred to the Standing Committee to report within 15 days.

(*The motion was negatived*)

Mr. Chairman: The amendment is lost.

Mr. Ahmed Mian Soomro: No. I claim voting Sir.

Mr. Chairman: Well. Six members were in favour of the amendment and 18 have opposed it. So the amendment is lost.

Now we come to the consideration of the main Motion moved by. . . . (*interruption*). Pardon. Yes.

Mr. Wasim Sajjad: Point of order. This is an important point again which concerns the rights and privileges of this House. The matter before this House is an Ordinance which was promulgated by the President under Article 89(1) of the Constitution. Article 89(1) says that:

> "The President may, except when the National Assembly is in session, if satisfied that circumstances exist which render it necessary to take immediate action, make and promulgate an Ordinance as the circumstances may require."

Then Article 89(2) says Sir:

> An Ordinance promulgated under this Article shall have the same force and effect as an Act of Parliament.

Then Sir, (2) (a) says that an Ordinance shall be laid—before the National Assembly if it contains matters relating to finance etc. etc. and before both Houses—[this is now (ii)] before both Houses if it does not contain provisions dealing with any of the matters referred to in sub-paragraph (i), and shall stand repealed at the expiration of four months from its promulgation or, if before the expiration of that period a resolution disapproving it is passed by either House, upon the passing of that resolution.

Now, it is clear Sir, that an Ordinance is a different kind of legislation. When an Ordinance is issued, it has to be laid in the form of an Ordinance before both the Houses. If both Houses are in session it will be placed immediately if one of the House is called latter on then as soon as it is called, the Ordinance has to be placed in the form of an

Ordinance before that House and your honour will see that the House has been given a certain power that at the moment it is laid before the House, discussion can be started and the House can say we : disapprove it and the matter will end. Now this power of giving its opinion approving or disapproving the Ordinance as an Ordinance has been denied to this House because it was not laid before the Senate in the form of an Ordinance. It was laid in the form of a Bill. Under sub-Article (3) of Article 89, it says:

> Without prejudice to the provisions of clause (2), an Ordinance laid before the National Assembly shall be deemed to be a Bill.

It has come to us in the form of a Bill. It should have come to us immediately when the Senate was called to session in the form of an Ordinance. If it had come at that stage the Senate would have been in a position to consider that and if necessary either pass a resolution or not pass a resolution. Now, it has come to us in a different form. It has come to us in the form of a Bill transmitted to the Senate. It is a different situation altogether.

Now it is for you Sir, as the guardian of the Rules of Procedure in the eyes of this House to decide whether in this form the House can debate this or not. I think Sir, that a serious procedural matter has been violated, the Constitution has been violated, and in this form in which it is being presented, it is a violation of Article 89(2)(a)(ii) of the Constitution.

Mr. Chairman: Mr. Hasan A. Shaikh.

Mr. Hasan A. Shaikh: Sir, Mr. Wasim Sajjad is probably misinterpretting Article 89 where he says that it has not been placed as an Ordinance. It has been placed in the form of a Bill, there also he is not right. The Ordinance was placed within that time permitted under the Constitution before this House. And as far as the question of the Ordinance being deemed as a Bill is concerned, it is the provision of the Constitution. It does not come as a Bill. It comes as an Ordinance. If you see Sir, Clause (3) of Article 89:

> Without prejudice to the provisions of clause (2), an Ordinance laid before the National Assembly shall be deemed to be a Bill introduced in the National Assembly.

Because it does not refer to the Senate at all. It refers to the National Assembly. There in the National Assembly, it is deemed to be a

Bill and it will not be laid before the House of the National Assembly as a Bill. So on both counts I think he is perhaps not placing the correct position of Article 89. It is an Ordinance. An Ordinance has to be approved by the Senate, by the National Assembly and then it has to go to be an Act. So, in that position the National Assembly has passed the Ordinance then sent it to the Senate. The Senate has informed us saying that National Assembly has passed the Ordinance and sent it to us. The Law Minister is going to make a motion and therefore, within the prescribed time without any prejudice whatsoever to the privileges or rights of the Senators it has been properly laid before the House and it is to be deemed if at all not by the National Assembly but even if he thinks, as he said, it will be considered here also as a Bill. It is only a Constitutional provision. It does not become a Bill because it has been laid here. This is my submission.

Mr. Chairman: Anybody else. Mr. Ahmed Mian Soomro.

Mr. Ahmed Mian Soomro: Sir, my learned brother Hasan A. Shaikh said that this was an Ordinance which came before the Senate and the Senate was bound to approve it, if I heard him in correct sense.

Mr. Hasan A. Shaikh: I didn't say so Sir.

Mr. Ahmed Mian Soomro: The article referred to by my learned brother Wasim Sajjad Sir, is very clear and I think there is no ambiguity in it at all. Article 89 Sub-Article 2(ii) which Senator Wasim Sajjad referred to clearly says that an Ordinance has to be laid before both the Houses and if it raised consequently before the Senate, the Senate had a right to disapprove that Ordinance and on the passing of that resolution of disapproval, that Ordinance shall have ceased to have affect. There is no question for the further proceeding and the Bill being passed. Now, what about that right of the Senate, why has the Senate been deprived of that right to which it is entitled under the Constitution [Article 89 Sub-Article (2)]. This obviously has been a lapse because the President has also the power to withdraw the Ordinance according to 89(2) b. *i.e.* the President may even withdraw at any time that Ordinance which he has promulgated. What does happen Sir, that upto this time that Ordinance has now been laid before the Senate and therefore, I think, this Senate whose privileges Sir, you are the custodian of as in fact there has been a breach of privilege of the Senate.

Mr. Chairman: Minister for Justice and Parliamentary Affairs or the Attorney General will please enlighten the House on the procedure and rules.

Mr. Aziz M. Munshi (Attorney General): Sir, the provisions of Article 89 make it clear that the President may promulgate Ordinances and the words are:

> "89 (1): The President may, except when the National Assembly is in session, if satisfied that circumstances exist which render it necessary to take immediate action, make and promulgate an Ordinance as the circumstances may require".

Then clause (2) of Article 89 of the Constitution provides and it reads like this:

> "89(2): An Ordinance promulgated under this Article shall have the same force and effect as an Act of Parliament and shall be subject to like restrictions as the power of the Parliament to make law, but every such Ordinance—
>
> (a) shall be laid—
>
> (i) before the National Assembly if it contains provisions dealing with all or any of the matters specified in clause (2) of Article 73, and shall stand repealed at the expiration of four months from its promulgation or, if before the expiration of that period a resolution disapproving it is passed by the Assembly, upon the passing of that resolution;
>
> (ii) before both Houses if it does not contain provisions dealing with any of the matters referred to in sub-paragraph (i), and shall stand repealed at the expiration of four months from its promulgation or, if before the expiration of that period a resolution disapproving it is passed by either House, upon the passing of that resolution; and
>
> (b) may be withdrawn at any time by the President."

Then in clause (3) it says:

> "Without prejudice to the provisions of clause (2), an Ordinance laid before the National Assembly shall be deemed to be a Bill introduced in the National Assembly."

Now, we have to go by the simple procedure, Sir. The simple procedure and the admitted position which no one can deny is that the Ordinance was laid before the National Assembly and passed by it.

It was passed and approved by the National Assembly as provided in clause (2) of Article 89. Having been passed and having been treated as a Bill as provided for in clause (3) of Article 89, it has come to the Senate as duly passed in the form of a Bill. Now what the Senate is considering is a Bill duly passed by the National Assembly. Whether they want to pass the Bill in their wisdom or not is for them to decide but there is nothing unconstitutional and illegal in laying before this House a Bill which is duly passed by the National Assembly and which is put for consideration here. I cannot understand what is the procedural defect here but if there is any then it is covered by Article 69 because Article 69 provides:

> "69.(1): The validity of any proceedings in *Majlis-e-Shoora* (Parliament) shall not be called in question on the ground of any irregularity of procedure."

First of all there is no irregularity of procedure. It is inconceivable that there could be a situation that an Ordinance is to be put simultaneously before both the Houses. Here what is contemplated is that an Ordinance is promulgated by the President, the Senate is not in session, the National Assembly is in session, it is put there and passed. It is produced before the National Assembly and approved by them and passed in the form of a Bill. After it is passed in the form of a Bill it comes for approval here. You may kindly see the last sentence of the proposed Bill. It says:

> "3. *Repeal.*—The Houses of Parliament and Provincial Assemblies (Elections) (Amendment) Ordinance 1986 is hereby repealed."

So, what we are considering? We are considering a Bill passed by the National Assembly in accordance with Article 89 and in accordance with the legislative procedure prescribed by the Constitution and we are also considering the question of the repeal of the Ordinance itself. How there can be a grievance about anything? The legislative competence of the Parliament is not denied, the legislative competence of the National Assembly is not denied, the legislative competence of the Senate is not denied. I cannot understand where the breach of privilege occurs or where there is a breach of procedure but even if there be any, it is all covered by Article 69 because thereunder the validity of the procedural defects, procedural mistakes or irregularity cannot be questioned on that ground at all but there is no irregularity.

Mr. Chairman: I am afraid, Article 69 will come into play *post facto* not at this stage. At this stage a point has been raised with

[Mr. Chairman]

reference to the provision of Article 89(2) where it says:

"An Ordinance shall be laid before both the Houses".

It is a mandatory provision of the Constitution that an Ordinance shall be laid before both the Houses. Now there can be a situation in which one House is not in session and the other House is in session and as Article 89 (3) provides, in that case the Ordinance in the lower House would be treated as a Bill. But the question is when was the Ordinance placed on the table of the lower House? When was it passed? Was this House in session *i.e.* the Senate in session at that time or not? The point which Senator Wasim Sajjad has made is that if this had been placed simultaneously as the article says:

". . . .shall be laid before both the Houses. . . ."

I think the intention is of simultaneous laying if both the Houses are in session or at the earliest opportunity as soon as the House is called to session.

In that case if the Ordinance was before this House and this House, assuming as a hypothesis that, by a simple resolution had rejected that Ordinance while it was still under consideration in the lower House as a Bill (here it would have been rejected as an Ordinance by a resolution) what would have been the position then. The contention is that that opportunity was not given to this House. Has there been any departure from or any violation of the Constitutional provision or not? Supposing no one had raised this point and supposing we had shut our eyes to it and the Bill had been passed as it had been received from the National Assembly in that case you could have argued that Article 69 takes care of the procedural defects.

The point here is that the Constitution requires that the Ordinance should be placed at the Table of this House also and supposing it had been placed at a time when it was still under consideration in the lower House and theoretically if by a simple resolution this House had rejected the Ordinance then I think the lower House would also have been debarred from dealing with this Bill.

This is actually the point which needs further consideration. I would not like to have off-hand and off the cuff reply.

Mr. Aziz A. Munshi: Sir, what is actually required is a reasonable interpretation to reconcile all the provisions.

Mr. Chairman: Sorry to interrupt you again but we had an earlier precedent also, I think, when seven or eight Ordinances were passed, this was immediately before certain sections of the articles of the Constitution had been revived, if I remember correctly, they were placed simultaneously both in the Senate as well as in the National Assembly. We proceeded with those Ordinances on the basis of the Bills as they had been passed and transmitted to us. At that stage we took the position that since those Ordinances were no longer with us as Ordinances but in the meantime have been overtaken by Bills passed by the National Assembly, we have to treat or deal with them as Bills received from the lower House under the provisions of Rules 102, 103 and so on. Kindly consult that precedent also.

Mr. Aziz A. Munshi: All right.

Mr. Chairman: So unless there is something further, what I would suggest is that we adjourn tonight's session to meet again at six tomorrow starting with this very point . . . (*interruption*).

پروفیسر خورشید احمد: قبل اس کے آپ ایڈجرن کریں، یہ بڑا اہم مسئلہ ہے۔ آئندہ اس پر جب اٹارنی جنرل اور وزیر عدل بات کریں تو اس پہلو کو بھی سامنے رکھیں یعنی اس کے اندر ہمارے سامنے اس وقت دو چیزیں آئی ہیں پہلی چیز یہ آئی ہے کہ دستور کا یہ تقاضا ہے کہ آرڈیننس اس دستور کے تحت اگر جاری کیا جائے تو جیسے ہی ہاؤس سیشن میں آئے اس کے سامنے اسے lay کر دیا جائے۔ lay کرنا اور پاس کرنا ایک چیز نہیں ہے۔ میں آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں۔ بروہی صاحب نے اس سلسلے میں بحث کی ہے اور اس کے اندر ایک بڑا اہم نقطہ یہ ہے کہ lay کرنے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ جب کوئی بھی ہاؤس سیشن میں آ جائے تو اس کے پہلے دن lay کر دیا جائے اگر پہلے دن اسے ہاؤس میں lay نہیں کیا جاتا ہے تو پھر جو ٹائم لمٹ ہے، خواہ وہ چھ ہفتے کی ہو یا چار مہینے کی ہو، وہ relevant ہو جاتی ہے۔ میں پڑھ کر سنانا چاہتا ہوں فنڈامنٹل لاء آف پاکستان میں صفحہ ۱۹۸ پر بروہی صاحب کہتے ہیں:۔

The question that arises for interpretation upon the language of Article 69(2) and Article 102 may be stated as follows:

Is it mandatory requirement of the Constitution that the Ordinance be laid before the Assembly? What happens if the Ordinance is not

[Prof. Khurshid Ahmad]
laid before the Assembly. Does it cease to operate as law on the first day of the Assembly session or is it that it continues to be the law till six weeks had elapsed from the first date of the meeting of the Assembly next after its promulgation. The answer to this question depends on whether the requirement of the Constitution is regarded as being an imperative or a mere directory provision. It is submitted that in the present author's view, the requirement of the Constitution is mandatory and that every Ordinance that is not laid before the relevant Assembly right on the first day of the session of that Assembly, the period of six weeks life is admissible to such an Ordinance only if it is actually laid before the relevant Assembly.

بات صرف اتنی نہیں ہے کہ ایک آئینی پروویژن کو نیشنل اسمبلی میں بھی اور یہاں پر بھی پہلا اجلاس جیسے ہی ہو۔ on the very first day it should be laid in the House اب کیا فیصلہ ایوان کرتا ہے یہ الگ معاملہ ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اٹارنی جنرل ان دونوں ایشوز کو ایپلائی کریں اور چونکہ اس کو lay نہیں کیا گیا سیشن آنے تک، اس وقت نیشنل اسمبلی نے اسے approve نہیں کیا تھا۔

جناب چیئرمین: میں آپ سے متفق ہوں ایک نقطہ کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہوں گا کہ بروہی صاحب نے جو ٹائم لمٹ ڈیل کیا ہے وہ کسی اور حوالے سے ہے یہاں پر Four months from the date of promulgation of the Ordinance. It is not relating to the laying of that Ordinance on the table of the House.

Mr. Ahmed Mian Soomro: Brohi said that it should be six weeks Sir.

Mr. Chairman: That period counts from the date of promulgation of the Ordinance whether it is six weeks or four months. It is not relating to the laying of that Ordinance on the Table of the House.

پروفیسر خورشید احمد: میں وضاحت کر دوں، ایشوز دو ہیں۔ پہلا یہ ہے کہ اگر چار مہینے تک lay نہ کیا جا سکے آرڈیننس کو تو خود بخود ختم ہو جائے گا۔ دوسری بات یہ ہے کہ چار مہینے سے پہلے پہلے اگر اسمبلی اور سینیٹ سیشن میں آ جاتے ہیں Though it must be laid before them on the first day . . . . (*interruption*).

جناب چیئرمین: صحیح ہے وہ میں عرض کرتا ہوں۔ ...... (مداخلت)

پروفیسر خورشید احمد: اس لیے میرا پوائنٹ یہ ہے کہ چونکہ عملاً بھی یہ ہوا ہے کہ سینیٹ سیشن میں آ گیا ہے، اس وقت تک یہ آرڈیننس نیشنل اسمبلی میں پاس نہیں ہوا تھا۔

جناب چیئرمین: یہ دیکھنا ہے اس لیے میں نے تجویز دی تھی کہ وہ تاریخ معلوم کریں کہ کب ہوا تھا۔

پروفیسر خورشید احمد: چار مہینے کی مدت آرڈیننس جاری کرنے کی تاریخ سے ہے اس دوران جب بھی نیشنل اسمبلی یا سینیٹ آ جائے۔

It must be laid before the House and if it is not laid then it is not relevant.

Mr. Chairman: The House is being adjourned to meet again at 6.00 p.m. tomorrow.

[The House adjourned to meet again at six of the clock in the evening, on Tuesday, July 15, 1986].

PCPPI—2767 (86) Senate—7-5-88—300